عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۱ | ۱۳تا۲۰؍جمادی الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ۸تا۱۵؍دسمبر ۲۰۲۲ء | شمارہ: ۴۶

امام اعظم ابوحنیفہؒ
معاصرین کی نظر میں

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانیؒ کا سانحہ ارتحال

مبلغ ختم نبوت
مولانا محمد خبیبؒ

قادیانیوں کے بارے میں
دستوری فیصلے
تاریخی پس منظر

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

قادیانی دجل وفریب

س:...... قادیانیوں کو غیر مسلم کیوں قرار دیا جاتا ہے، میرا ایک دوست جو قادیانی ہے، ان کا کہنا ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں جبکہ امام مہدی کے بارے میں وہی عقیدہ ہے جو ہمارا ہے، تو کیا وجہ ہے کہ یہ غیر مسلم ہیں؟ اس بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

ج:...... میرے عزیز! یہ قادیانیوں کا دجل ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی مانتے ہیں، وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں، غلام احمد قادیانی کو آخری نبی مانتے ہیں۔ چلو اگر ایک منٹ کے لئے ان کی یہ بات تسلیم بھی کرلی جائے تو پھر قادیانیوں کے ابا مرزا غلام احمد نے اپنے لئے الگ مذہب کیوں بنایا اور یہ کیوں کہا کہ: ”مجھے سب لوگوں نے مانا مگر کنجریوں کی اولاد نہیں مانتی۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص:۵۴۷، روحانی خزائن ج:۵، نجم الہدیٰ ص:۵۳، ج:۴)

اور مرزا جی کے دوسرے جانشین اور بیٹے مرزا محمود احمد نے یہ کیوں کہا کہ: ”کُل مسلمان جو مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“

(آئینہ صداقت ص:۳۵) اسی طرح وہ اپنی دوسری کتاب آئینہ صداقت میں لکھتا ہے: ”ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں، اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا کے ایک نبی (مرزا غلام احمد) کے منکر ہیں، یہ دین کا معاملہ ہے۔ اس میں کسی کا اختیار نہیں کہ کچھ کرسکے۔“ (ص:۹۰)

رہی یہ بات کہ وہ مسلمانوں کا کلمہ کیوں پڑھتے ہیں؟ اس کی وجہ بھی خود مرزائیوں کے امام کی زبانی سنئے کہ وہ کلمہ پڑھتے وقت بھی ”محمد رسول اللہ“ سے مراد مرزا قادیانی لیتے ہیں، چنانچہ مرزا غلام احمد کا بیٹا بشیر احمد ”کلمۃ الفصل“، ص:۱۵۸ پر لکھتا ہے: ”پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے، جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں ہے، ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔“ نعوذ باللہ! قادیانی، مرزا غلام احمد قادیانی کو بعینہٖ محمد رسول اللہ مانتے ہیں اور پھر بھی کہتے ہیں کہ ہم محمد رسول اللہ کی ختم نبوت کے قائل ہیں، صرف یہی نہیں، بلکہ مرزا غلام احمد کو نہ ماننے والے مسلمانوں کے بارہ میں خود مرزا کا ارشاد ہے کہ: ”جو میرے مخالف تھے، ان کا نام عیسائی اور یہودی ومشرک رکھا گیا۔“

(نزول المسیح ص:۴، حاشیہ روحانی خزائن ص:۳۸۲ ج:۱۸)

مرزا غلام احمد اپنی تعلیم اور وحی کو تمام انسانوں کے لئے مدارِ نجات قرار دیتے ہوئے کہتا ہے:

الف:...... ”ان کو کہہ دو کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تاکہ خدا بھی تم سے محبت کرے۔“ (حقیقۃ الوحی ص:۸۲)

ب:...... چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہیں اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے، اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس تعلیم کو جو میرے اوپر ہوتی ہے، فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا...... اب دیکھو! خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا، جس کی آنکھیں ہوں دیکھے، اور جس کے کان ہوں سنے۔“

(اربعین ۴، ص:۷، حاشیہ)

ان تفصیلات کے بعد آپ ہی بتلائیں کہ قادیانی مسلمان ہیں یا کافر؟ قادیانیوں کو مسلمانوں نے آئینی طور پر کافر قرار دلانے میں تو سو سال محنت کی، مگر قادیانیوں نے تو روزِ اوّل سے ہی مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا تھا، جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

غرضیکہ قادیانیوں سے مسلمانوں کا ایک آدھ مسئلے میں نہیں، بلکہ مکمل اختلاف ہے اور قادیانی، مسلمانوں سے بالکل الگ اور جدا مذہب رکھتے ہیں، یہ اسلام کے باغی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں، مسلمانوں کا یہ مطالبہ تھا اور ہے کہ قادیانی، مسلمانوں کو دھوکا نہ دیں، بلکہ اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ امت کہیں، ہم ان سے تعرض نہیں کریں گے، لیکن اگر وہ اپنے کفریہ عقائد کو اسلام باور کرائیں گے تو ہم بھی ان کا تعاقب جاری رکھیں گے اور مسلمانوں کو بتلائیں گے کہ قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ وہ پیشاب پر زمزم کا اور سور کے گوشت پر بکری کے گوشت کا لیبل لگا کر مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۱ ۱۳تا۲۰/جمادی الاول ۱۴۴۴ھ، مطابق ۸تا۱۵/دسمبر ۲۰۲۲ء شمارہ:۴۶

اس شمارے میں!

سانحۂ ارتحال حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانیؒ	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
قادیانیوں کے بارے میں دستوری فیصلے....	۸	حضرت مولانا زاہد الراشدی
امام اعظم ابوحنیفہؒ.... معاصرین کی نظر میں	۱۳	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت نفیس الحسینیؒ کی متفرق یادداشتیں!(۲)	۱۶	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مبلغ ختم نبوت مولانا محمد خبیب رحمۃ اللہ علیہ	۱۹	〃 〃 〃 〃 〃
دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۲	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
شیخ الحدیث حضرت مولانا ظفر احمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ	۲۵	〃 〃 〃 〃 〃
حضرت مولانا محمد صدیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۲۷	〃 〃 〃 〃 〃

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد
امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLIS TAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۱۶ (۶ نبوت کے واقعات)

۱:...اس سال (قریش کی چیرہ دستیوں کی وجہ سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارقم بن ابی الارقم صحابی کے مکان میں فروکش ہوئے (تذکرۃ القاری)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں چھپ کر نماز ادا کرتے، یہاں تک کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے نکل کر مسجدِ حرام میں علانیہ باجماعت نماز ادا کی۔

''دارِ ارقم'' مکہ مکرّمہ میں مسجدِ حرام کے قریب کوہِ صفا سے متصل اب تک موجود ہے، اور آج ''دارِ خیزران'' کے نام سے مشہور ہے، ہارون الرشید کی والدہ خیزران حبشیہ نے اس کی جدید تعمیر کرائی تھی اور بطورِ تبرک اسے مسجد بنادیا تھا۔ (مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) راقم الحروف جب ۱۱۳۵ھ میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوا تو دارِ ارقم کی زیارت کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ (مگر آج کل ''دارِ ارقم'' کا کوئی نام ونشان نہیں)۔

۲:...اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمِ محترم حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے، اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ''دارِ ارقم'' میں فروکش تھے، پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام میں دو قول ہیں، ایک یہ کہ ۶ نبوّت میں مسلمان ہوئے، دُوسرا یہ کہ ۲ نبوّت میں۔

۳:...حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے تین دن بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اسلام لائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی ''دارِ ارقم'' ہی میں مقیم تھے، یہ ذی الحجہ ۶ یا ۵ نبوّت کا واقعہ ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت چھبیس سالہ جوان تھے، اور آپ سے پہلے اُنتالیس مرد وزن اسلامی برادری میں شامل ہوچکے تھے۔

۴:...اسی سال جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے، یہ آیت نازل ہوئی: ''اے نبی! اللہ آپ کے لئے کافی ہے، اور جن اہلِ ایمان نے آپ کی پیروی کی ہے (وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کافی ہیں)۔''

۵:...اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ ایک بچھڑے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا اعلان کیا، اور یہی معجزہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کا باعث ہوا، اس کا قصہ یہ ہے کہ ابوجہل لعین نے اَعیانِ قریش کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''اے جماعت قریش! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے دِین کو باطل کہتے ہیں اور ہمارے معبودوں کو ٹھکراتے ہیں، جو شخص آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سر کاٹ لائے اسے سو اُونٹ اور ہزار اوقیہ چاندی (ایک اوقیہ چالیس درہم کا) اِنعام ملے گا۔'' یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار حمائل کی اور چراغِ نبوّت کو ہمیشہ کے لئے گل کردینے کے ارادے سے نکلے، ابطح پہنچے تو دیکھا کہ کچھ کافر ایک بچھڑے کو ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے ذبح کرنے کی تیاری کر رہے ہیں، اور بچھڑے کے اندر سے آواز آرہی ہے: ''اے ذریح کی آل! ایک شخص فصیح وبلیغ زبان میں بلند آواز سے اعلان کر رہا ہے اور ''لا اِلٰہ اِلَّا اللہ محمد رسول اللہ'' کی دعوت دیتا ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے متعجب ہوئے اور (اس معجزے سے) ان کے دِل میں اسلام اُتر گیا۔ (جاری ہے)

ادار یہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

سانحۂ ارتحال

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

دارالعلوم کراچی کے صدر، وفاق المدارس العربیہ کے سرپرست، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کے برادرِ کبیر، ہزاروں علمائے کرام کے شیخ، استاذ ومربی، کئی مدارس و جماعتوں کے سرپرست ورکن شوریٰ، کئی سرکاری وغیر سرکاری کمیٹیوں اور کمیشن کے رکن حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد ۲۳ ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۸ نومبر ۲۰۲۲ء بروز جمعہ ۸۶ سال کی عمر میں اس دارِفانی کو خیر باد کہہ کر راہی عالم آخرت ہوگئے، إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون، إن للّٰہ ما أخذ ولہ ما أعطٰی وکل شیءٍ عندہٗ باجل مسمّٰی۔

حضرت مفتی صاحبؒ کی پیدائش ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۶ جولائی ۱۹۳۶ء میں دارالعلوم دیوبند کے ''صدر مفتی'' وسابق مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع قدس سرہ کے ہاں ہندوستان کے قصبہ دیوبند ضلع سہارنپور میں ہوئی۔ آپ کا نام حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے ''محمد رفیع'' تجویز کیا اور فرمایا: ایک سجع بھی بے ساختہ ذہن میں آ گیا: ''از جملہ خلائق محمد رفیع''، ''جس کا معنی ہے تمام مخلوق سے محمد بلند وبالا۔''

آپ کی ولادت کے وقت آپ کے والد ماجد دارالعلوم دیوبند کے ''صدر مفتی'' تھے، اس لیے حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب نے تعلیم کا آغاز اپنے والد ماجد سے دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء میں قاعدہ بغدادی سے کیا۔ دارالعلوم دیوبند میں آپ نے پندرہ پارے حفظ کیے، تقسیم ہند کی بنا پر پاکستان کراچی میں آ کر کچھ عرصہ ''جامع مسجد جیکب لائن'' اور اس کے بعد ''مسجد باب الاسلام'' آرام باغ میں حفظ قرآن کی تکمیل کی، اور آپ کا ختم قرآن فلسطین کے مفتی اعظم الحاج امین الحسینیؒ نے کرایا۔ اور آپ نے تراویح میں پہلا قرآن کریم ۱۳۷۰ء میں مسجد باب الاسلام میں موجود دارالافتاء میں سنایا۔ اور اسی مسجد میں فارسی کے ابتدائی اسباق آپ کے شروع ہوئے۔ یہاں آپ کے اساتذہ میں مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، حضرت مولانا فضل محمد سواتیؒ، حضرت مولانا امیر الزمان کشمیری اور حضرت مولانا بدیع الزمان قدس اللہ اسرارہم جیسی عبقری شخصیات تھیں اور چند ماہ بعد ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۹۵۱ء میں باقاعدہ دارالعلوم نانک واڑہ کا آغاز ہوا تو آپ اس کے اولین طلباء میں تھے۔ ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۹۶۰ء میں آپ نے دورہ حدیث کر کے درسِ نظامی کی تعلیم کا فاتحہ فراغ پڑھا۔ اس دوران ۱۳۷۸ھ میں آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان بھی پاس کیا۔ دورہ حدیث کے بعد آپ نے اپنے والد ماجد کی زیرنگرانی قائم ہونے والے شعبہ تخصص فی الافتاء میں داخلہ لیا اور ساتھ ہی تین اسباق کی تدریس آپ کے سپرد ہوئی۔ تخصص فی الافتاء کی تکمیل پر آپ نے فقہی تحقیقی مقالہ ''حقوقِ مجردہ کی بیع'' تحریر فرمایا۔

آپ کے مشہور اساتذہ میں حضرت مولانا قاری فتح محمد، حضرت مولانا قاری رحیم بخش، مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ، حضرت مولانا سلیم اللہ خانؒ، حضرت مولانا سحبان محمودؒ، حضرت مولانا اکبر علی سہارن پوریؒ، حضرت مولانا رعایت اللہؒ، حضرت مولانا محمد حقیق نور

اللہ مراقدہم ہیں۔آپ کو درج ذیل حضرات ومشائخ سے اجازتِ حدیث حاصل تھی:ا:فضیلۃ الشیخ محمد حسن بن محمد مشاط المکی المالکی، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانی، شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا مہاجر مدنی، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی صاحب، فضیلۃ الشیخ ابوالفیض محمد یٰسین بن محمد عیسی الفادانی المکی، فضیلۃ الشیخ ابوالزاہد محمد سرفراز خان صفدر نور اللہ مراقدہم۔

درسِ نظامی اور تخصص سے فراغت کے بعد آپ مستقل طور پر تدریس فرمانے لگے، تقریباً گیارہ سال ۱۳۷۹ھ تا ۱۳۹۰ھ میں آپ نے درسِ نظامی کی اکثر کتب کی تدریس مکمل کر لی تھی اور ۱۳۹۱ھ سے علم حدیث اور اصولِ افتاء کی تعلیم وتدریس ہی آپ سے متعلق رہی۔ آپ کی تدریس کی خصوصیات میں سے تھا کہ آپ مشکل ترین اور دقیق ترین مباحث کو آسان اور عام فہم انداز میں بیان کرتے۔ غیر ضروری مباحث اور نکات سے حتی الامکان اجتناب برتتے۔ صحت عبارت اور صحت تلفظ پر خصوصی نظر رکھتے۔ دوران سبق مصنف یا کسی بھی عالم اور بزرگ کا نام آنے پر محبت سے نام لیتے اور آخر میں اس کے لیے دعائیہ کلمات کا استعمال کرتے، خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آنے پر یہ تعظیمی کیفیت اور بڑھ جاتی۔ واضح تلفظ کے ساتھ ”صلی اللہ علیہ وسلم“ ہر مرتبہ خود بھی پڑھتے اور طلبہ کو بھی اس کی تلقین کرتے۔ درس نظامی کی تدریس اور فقہ ظاہر میں ممتاز مقام کے حامل ہونے کے باوصف آپ فقہ باطن یعنی احسان وسلوک اور تصوف میں بھی بہت اہتمام سے مصروف اور مشغول رہے، اسی لیے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کے خلیفہ مجاز حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی نور اللہ مرقدہٗ سے بیعت ہوئے اور انہوں نے آپ کو خلعت خلافت سے نوازا۔ آپ عوام اور طلبہ کی اصلاح وتربیت کے لیے ہر بدھ کو جامع مسجد دارالعلوم میں اصلاحی بیان فرماتے۔ اس کے علاوہ ہر جمعہ کو جامع مسجد میں عام لوگوں کو مختلف معاشرتی، اخلاقی اور سماجی موضوعات پر وعظ ونصیحت فرماتے۔ حضرت مفتی صاحب اپنے خطبات اور بیانات میں دو باتوں پر زیادہ زور دیا کرتے تھے: ایک یہ کہ دنیا کے سامنے دین اسلام کا صحیح نقشہ اور صحیح تصویر پیش کریں اور دوسرا یہ کہ ہر معاملے میں اتباعِ سنت کا اہتمام کریں اور ہر کام کو انتہائی نظم وضبط اور صفائی وسلیقہ کے ساتھ کریں۔ آپ کے نظم وضبط اور صفائی وسلیقہ کا شاہکار دارالعلوم کی تعمیرات، جامع مسجد اور دارالعلوم کا نظام ہے۔ آپ نے تقریباً پچاس سے زائد ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کے ہاں پہنچ کر وقتاً فوقتاً ان کی دینی وعلمی راہنمائی کی اور ان کی دینی پیاس کو بجھایا۔

ان تمام مصروفیات کے باوجود آپ نے تحریر وتصنیف کا میدان بھی نہیں چھوڑا۔ آپ تحریر میں نہایت محتاط اور جچی تلی بات لکھنے کے قائل تھے، اس کے علاوہ آپ کی ہر تحریر ٹھوس معلومات کی بنیاد پر ہوتی۔ آپ نے درج ذیل کتب تصنیف فرمائیں، جو رہتی دنیا تک آپ کے لیے صدقہ جاریہ اور امت مسلمہ کی راہنمائی کرتی رہیں گی:

عقائد وکلام کے موضوع پر: مسئلہ تقدیر کا آسان حل، علاماتِ قیامت اور نزولِ مسیح۔ حدیث کے موضوع پر: التعلیقات النافعۃ علی فتح الملہم، درسِ مسلم شریف، کتابت حدیث عہد رسالت وعہد صحابہؓ میں۔ فقہ واصولِ فقہ کے موضوع پر: ضابط المفطرات فی مجال التداوۃ (عربی)، الآخذ بالرخص وحکمہ (عربی)، درسِ شرح عقود رسم المفتی (عربی، اردو)، فقہ میں اجماع کا مقام (اردو، عربی)، نوادر الفقہ (دو جلد)، احکامِ زکوۃ، رفیق حج، بیع الوفاء (عربی)، المقالات الفقہیہ (عربی دو جلد)۔ سیاست ومعیشت کے موضوع پر: دینی جماعتیں اور موجودہ سیاست، عورت کی سربراہی کا شرعی حکم، یورپ کے تین معاشی نظام، اسلام میں غلامی کا تصور، دینی مدارس اور نفاذِ شریعت، دوقومی نظریہ، اسلامی معیشت کی خصوصیات اور صنعتی تعلقات۔ اصلاح وارشاد کے موضوع پر: اصلاحی تقریریں (دس جلد) اختلاف رحمت ہے، فرقہ بندی حرام، مستحب کام اور ان کی اہمیت، محبت رسول اور اس کے تقاضے، طلبائے دین سے خطاب، حب جاہ ایک باطنی مرض، حج کے بعد زندگی کیسے گزاریں؟، اللہ کا ذکر، مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچاؤ، مسلمانوں کی تعلیمی پالیسی (تاریخ کے آئینہ میں)۔ سفرنامے کے موضوع پر: یہ تیرے پراسرار بندے، انبیاء کی سرزمین میں، گلگت کے پہاڑوں میں یادگار آپ بیتی۔ سوانح کے موضوع پر: حیاتِ مفتی اعظمؒ، میرے مرشد حضرت عارفیؒ۔ متفرقات: علم الصیغہ مع اردو تشریحات، الفضل الربانی فی اسانید محمد رفیع العثمانیؒ، علمائے دین کے تین فرائض منصبی، فقہ اور تصوف، ایک

تعارف، دینی تعلیم اور عصبیت، خدمت خلق، جہادِ کشمیر اور ہماری ذمہ داریاں، دوسرا جہادِ افغانستان، حقوقِ نسواں بل ۲۰۰۶ء کی حقیقت۔

حضرت مفتی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ: دیوبندیت اعتدال وتوازن، اتباع سنت اور خلوص وللّٰہیت کا نام ہے اور دیوبند کی خصوصیت یہ ہے کہ وہاں پڑھانے کے ساتھ ساتھ اس پر عمل کرنا بھی سکھایا جاتا تھا۔ آج ہم علم پڑھتے اور پڑھاتے ہیں، لیکن علم پر عمل کرنا نہ سیکھا جاتا ہے اور نہ سکھایا جاتا ہے، إلا من رحم ربہ۔ اس لیے ہم جو پڑھتے ہیں، اس پر ہمارا عمل نہیں ہوتا۔ ہمارے اکابر جو فرماتے تھے، اس پر ان کا عمل ہوتا تھا۔ سنت نبوی پر ہمارے اکابر کا یہ عمل تھا کہ شیخ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ سے ایک بار کسی نے سوال کیا کہ فلاں مسئلہ کے دو پہلوؤں میں سے اقرب الی السنۃ کون سا پہلو ہے تو انہوں نے فرمایا کہ: حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ کا عمل معلوم کرو کہ وہ کس پہلو پر عمل کرتے تھے، جو ان کا عمل تھا، وہی اقرب الی السنۃ ہے۔ اب دیکھیے کہ حضرت گنگوہیؒ کے عمل کو اقرب الی السنۃ کی دلیل کے طور پر پیش کیا جارہا ہے اور پیش کرنے والے خود بھی بڑے محدث ہیں۔

اور یہ بھی فرمایا کہ آج کل ہر ایک کو یہ فکر ہے کہ وہ بڑا کہلائے اور بڑا بن جائے، جبکہ ہمارے اکابر میں یہ رجحان نہیں تھا۔ ہمارے بزرگوں میں ایک بڑی خوبی ''فنائیت'' کی تھی، وہ فنا فی اللہ تھے۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ نے جب حضرت تھانویؒ سے بیعت کی تو علامہ اقبال مرحوم نے انہیں خط لکھا کہ آپ تو بہت بڑے عالم ہیں، یہ آپ نے کیا کیا؟ سید سلیمان ندویؒ نے جواب دیا کہ میں نے تو اپنا قبلہ درست کرلیا ہے، آپ بھی اپنا قبلہ درست کرلیں تو بہتر ہے۔

سید سلیمان ندویؒ فرماتے ہیں کہ جب میں تھانہ بھون کچھ دن رہ کر رخصت ہونے لگا تو حضرت تھانویؒ نے آخری نصیحت کے طور پر انگلی میرے سینے پر رکھ کر فرمایا کہ: ہمارے پاس تو ایک ہی چیز ہے: فنائیت۔ خود کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے فنا کردینا۔ مگر آج فنائیت کا یہ جذبہ ہم میں کم سے کم ہوتا جارہا ہے اور بڑا بننے کے چکر میں اکابر کے مسلک اور مزاج سے ہم دور ہوتے جارہے ہیں۔ بہرحال! حضرت مفتی صاحب محل وموقع کی مناسبت سے علماء، طلبہ اور عوام الناس میں مختلف موضوعات پر بیانات اور نصائح کیا کرتے تھے، جو کتابی شکل میں موجود ہیں اور رہتی دنیا تک ان شاء اللہ! امت مسلمہ کی راہبری وراہنمائی کرتی رہیں گی۔

چونکہ حضرت مفتی صاحبؒ کے اکلوتے صاحبزادے مولانا زبیر اشرف عثمانی صاحب بیرونِ ملک سفر پر تھے، جن کے آنے میں تاخیر تھی، اس لیے ولی اقرب کا لحاظ وخیال رکھتے ہوئے دوسرے دن بروز اتوار صبح نو بجے نمازِ جنازہ کا اعلان ہوا، آپ کی نمازِ جنازہ میں پورے ملک کے بڑے بڑے اکابر، مشائخ، علماء کرام اور مختلف سیاسی، مذہبی جماعتوں اور تنظیموں کے سربراہان شریک ہوئے، خصوصاً حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب، حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، سید مختار الدین شاہ صاحب، گورنر سندھ کامران ٹیسوری، پی ایس پی کے سربراہ جناب مصطفیٰ کمال، جماعت اسلامی کراچی کے امیر جناب حافظ نعیم الرحمٰن، جناب اسد اللہ بھٹو، حضرت مولانا شمس الرحمٰن عباسی صاحب کے علاوہ ہزاروں علماء، طلبہ، تاجر برادری اور عوام الناس نے شرکت کی۔ آپ کی نمازِ جنازہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے پڑھائی۔ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس حضرت مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری دامت برکاتہم کے سفر پر ہونے کی وجہ سے جامعہ کی نمائندگی جامعہ کے نائب رئیس حضرت مولانا سیّد احمد یوسف بنوری صاحب، جامعہ کے ناظم تعلیمات حضرت مولانا امداد اللہ یوسف زئی صاحب اور راقم الحروف کے علاوہ کئی اساتذہ کرام اور طلبہ عظام شریک ہوئے۔ حضرت مفتی صاحب کو آپ کے والدین کے درمیان دار العلوم کے قدیم قبرستان میں سپردِ خاک کیا گیا۔ حضرتؒ کے پسماندگان میں ایک اہلیہ، ایک صاحبزادہ مولانا زبیر اشرف عثمانی (جو کہ دار العلوم میں استاذ الحدیث اور مفتی کے منصب پر فائز ہیں) اور تین صاحبزادیاں جو کہ سب شادی شدہ اور اپنے گھروں میں آباد ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کے ہزاروں شاگرد، متوسلین اور معتقدین پوری دنیا میں آباد اور آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کو کروٹ کروٹ راحتیں نصیب فرمائے، آپ کی جملہ دینی وملی خدمات کو قبول فرمائے، آپ کو جنت الفردوس کا مکین بنائے اور آپ کے اعزہ واقرباء، متوسلین اور متعلمین کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازے، آمین یارب العالمین! قارئین سے حضرت مفتی صاحب کے لیے ایصالِ ثواب کی درخواست ہے۔

قادیانیوں کے بارے میں

دستوری فیصلے کا تاریخی پس منظر

گفتگو: مولانا ابوعمار زاہد الراشدی

ترتیب و تحریر: حافظ کامران حیدر

(16 نومبر 2022ء بدھ کو جامع مسجد گلی لانگریاں والی گوجرانوالہ میں بعد نماز مغرب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے زیر اہتمام ایک نشست سے خطاب کا خلاصہ)

بعد الحمد والصلوٰۃ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شہر کے امیر حضرت مولانا ہدایت اللہ جالندھری نے پچھلے دنوں ذکر فرمایا کہ ہم تحریک ختم نبوت اور اس پر قومی اسمبلی کے فیصلے کا تو ذکر کرتے رہتے ہیں، اس کے پس منظر کا بھی ذکر ہونا چاہیے کہ یہ فیصلہ کیسے ہوا تھا، کیوں ہوا تھا؟ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ آپ نے کسی دن آنا ہے اور یہ بیان کرنا ہے۔ ان کے حکم کی تعمیل میں حاضر ہوا ہوں۔ 1974ء میں ملک کی پارلیمنٹ نے فیصلہ کیا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی، مصلح یا مہدی ماننے والے پاکستان کے غیر مسلم شہری ہیں، وہ مسلمانوں میں شمار نہیں ہوں گے۔ آئین میں ترامیم کر کے ان کو دوسرے غیر مسلموں، عیسائیوں اور یہودیوں کے زمرے میں داخل کیا گیا اور قادیانیوں کا ذکر اس کھاتے میں کر دیا گیا۔ اس سے یہ فیصلہ ہو گیا کہ قادیانی اس ملک میں مسلمان شمار نہیں ہوں گے۔ یہ قانون بن گیا، لیکن قادیانیوں نے اس قانون کو ماننے سے صاف انکار کر دیا اور ابھی تک انکاری ہیں۔

یہ پارلیمنٹ کا فیصلہ تھا، اس سے پہلے یہ علماء، تمام قوم اور تمام مکاتب فکر کا متفقہ فیصلہ تھا، پھر پارلیمنٹ اور دستور کا فیصلہ بھی ہو گیا، لیکن قادیانیوں نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کے انکار کی وجہ سے دس سال کے بعد 1984ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ ہوا۔ یہ آرڈیننس جنرل ضیاء الحق مرحوم نے نافذ کیا اور اس کے بعد منتخب ہونے والی پارلیمنٹ نے اس کی توثیق کر دی۔ اس لیے کہ قادیانی کہتے تھے کہ ہم مسلمان ہی کہلائیں گے اور اسلام کے نام پر ہی کام کریں گے تو امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ ہوا کہ یہ اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہلا سکتے، اسلام کے نام پر اپنا کام نہیں کر سکتے۔ یہ دو قانون پہلا دستوری ترمیم اور دوسرا امتناع قادیانیت آرڈیننس یہ دونوں مل کر مجموعی فیصلہ بنتے ہیں جو اس وقت دنیا بھر میں زیر بحث ہے، اس پر بڑا باؤ ہے، اس پر مکالمے ہو رہے ہیں اور قراردادیں آ رہی ہیں۔

جب یہ فیصلہ ہوا اس وقت یہ جملہ عام طور پر بولا جاتا تھا اور بھٹو مرحوم نے بھی کہا تھا کہ ہم نے 90 سالہ مسئلہ حل کر دیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بھٹو صاحب نے واقعی یہ مسئلہ حل کر دیا تھا۔ اگر 1974ء میں یہ نوے سالہ مسئلہ تھا تو اب یہ تقریباً ڈیڑھ سو سالہ مسئلہ ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد جب ہمارے سارے معاملات زیرو پوائنٹ پر چلے گئے تھے پرانے مدرسے، دینی مراکز ختم ہو گئے تھے، مغل

> ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہماری نئی نسل، یونیورسٹی اور کالج کی نسل میں سے جن کا مسجد، تبلیغی جماعت یا کسی دینی بزرگ کے ساتھ تعلق ہے وہ تو دین سے کچھ نہ کچھ باخبر ہے، باقی کسی کو کچھ پتہ نہیں ہے کہ خدا کیا ہوتا ہے، رسول کیا ہوتا ہے اور ختم نبوت کیا ہوتی ہے۔
> پوری سوسائٹی کا یہ معاملہ ہے

حکومت ختم ہوگئی تھی ، انگریزوں نے اپنا کام شروع کیا تو اس دوران اس نئی صورتحال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اوراس وقت کی برطانوی حکومت اس کی پشت پناہی کر رہی تھی۔

چودہ سو سال میں نبوت کا دعویٰ تو بہت سے لوگوں نے کیا ہے، امت میں سینکڑوں لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، لیکن چونکہ پہلے مسلمان حکومتیں تھیں اس لیے مسئلہ کنٹرول کر لیا جاتا تھا۔ اب حکومت انگریزوں کی تھی اور ان کی بھی ضرورت تھی کہ ملک میں خلفشار پیدا ہو، اس لئے یہ مسئلہ لمبا ہوتا گیا۔ ورنہ چودہ سو سال میں کسی مسلمان حکومت میں جب بھی کسی نے نبوت کے نام سے کاروبار شروع کیا تو وہ نہیں چلا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اتھارٹی اور ریاست موجود ہوتی تھی۔

مدعیان نبوت کی تاریخ پڑھیں۔ اس پر ضلع گوجرانوالہ کے ایک بزرگ حضرت مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوریؒ جو کہ اکابر علماء میں سے تھے۔ انہوں نے ’’ائمہ تلبیس‘‘ کے نام سے کتاب لکھی ہے جو کہ دو جلدوں میں ہے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کی ہے۔ اس میں مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا غلام احمد تک جتنے لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے ان سب کے حالات کا ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کا مختصر خلاصہ بھی ’’ایمان کے ڈاکو‘‘ کے نام سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کیا ہے۔ جو لوگ تاریخ سے مناسبت رکھتے ہیں کہ کس کس نے نبوت کا دعویٰ کیا، کہاں کہاں کیا؟ اس کا خلاصہ پڑھنا ہو تو ایمان کے ڈاکو کے نام سے کتاب دیکھ لیں اور تفصیل پڑھنی ہو تو ائمہ تلبیس دو جلدوں میں موجود ہے۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور طلیحہ نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں یہ تینوں کھڑے ہوگئے تھے اور ایک عورت سجاح مدعیہ نبوت بھی کھڑی ہوگئی تھی، لیکن چونکہ اتھارٹی اور خلافت موجود تھی اس لیے حضرت صدیق اکبرؓ نے ان سے نمٹ لیا۔ ہر زمانے میں ایسا ہی ہوا، لیکن اب چونکہ انگریزوں کا زمانہ تھا اور مسلمانوں کی کوئی اتھارٹی نہیں تھی اور خود انگریزوں کی بھی ضرورت تھی کہ اس طرح کے فتنے کھڑے ہوں اس وجہ سے یہ بات لمبی ہوتی گئی۔ اب بھی قادیانی اس قانون کا انکار کر رہے ہیں، اس انکار کی پشت پناہی امریکہ، یورپی یونین اور اقوام متحدہ کر رہے ہیں اوران کا ہم سے مطالبہ ہے کہ یہ قانون ختم کرو۔ تم نے کیوں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا ہے؟ انگریزوں کی سرپرستی کی وجہ سے یہ معاملہ چل رہا ہے ورنہ معاملہ ختم ہوگیا تھا اور 1974ء میں یہ قانون بن گیا تھا کہ ان کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ان کو مسلمانوں سے علیحدہ شمار کیا جائے۔

اس پر ایک دفعہ نیویارک امریکہ میں ایک یہودی صحافی کا مجھ سے مکالمہ ہوا۔ اس نے مجھ سے یہ سوال کیا اور یہ سوال آج بھی نوجوانوں میں بڑی شدت کے ساتھ ڈالا جا رہا ہے کہ قادیانی اللہ کو، رسول اللہ کو، قرآن مجید کو اور بیت اللہ کو مانتے ہیں تو وہ مسلمان کیوں نہیں ہیں؟ آج کی نئی نسل جو دین سے بے خبر ہے ان کے ذہنوں میں یہ سوال ڈالا جا رہا ہے اور خالی برتن میں جو چیز ڈالی جائے برتن اسے قبول کر لیتا ہے۔ اگر برتن میں پہلے سے چیز موجود ہو تو برتن اور کچھ لینے سے انکار کر دے گا۔ لیکن اگر خالی ہوگا تو وہ اس چیز کو قبول کر لے گا اور پھر اسے چھلکائے گا بھی۔ آج ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہماری نئی نسل، یونیورسٹی اور کالج کی نسل میں سے جن کا مسجد، تبلیغی جماعت یا کسی دینی بزرگ کے ساتھ تعلق ہے وہ تو دین سے کچھ نہ کچھ باخبر ہے، باقی کسی کو کچھ پتہ نہیں ہے کہ خدا کیا ہوتا ہے، رسول کیا ہوتا ہے اور ختم نبوت کیا ہوتی ہے۔ پوری سوسائٹی کا یہ معاملہ ہے۔ میں اس میں نئی نسل کا کوئی قصور نہیں سمجھتا، قصور میرا اور آپ کا ہے کہ ہم نے برتن خالی رکھا ہوا ہے کہ جس کا جو جی چاہتا ہے اس میں ڈال دیتا ہے۔ اگر ہم اس میں دین کی بات ڈال دیں تو کسی اور کو موقع نہیں ملے گا۔

یہ بات کہ قادیانیوں کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں ہے ان کو علیحدہ شمار کرو۔ جس طرح برادری اور پنچایت کبھی فیصلہ کر دیتی ہے کہ فلاں ہم میں سے نہیں ہے اور پھر وہ فیصلہ تسلیم کیا جاتا ہے اسی طرح دنیا بھر کی مسلم برادری نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ قادیانیوں کو ہمارے ساتھ شمار نہ کیا جائے۔ یہ بات سب سے پہلے علامہ محمد اقبالؒ نے 1931ء، 1932ء میں کہی تھی، جس پر پاکستان میں قانون بنا۔ پاکستان بننے کے بعد تحریک ختم نبوت چل رہی تھی۔ جس میں تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام شریک تھے۔ قادیانیت کا علمی، دینی تعاقب کرنے میں قیادت کرنے والے علماء میں سرفہرست حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ، حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ اور حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ ہیں۔

جدید تعلیم یافتہ طبقے میں جس شخصیت نے اس جدوجہد کی قیادت کی ہے وہ علامہ اقبالؒ ہیں۔ نئی نسل کو یہ بات سمجھانا اقبال ہی کا کام تھا۔

ہماری باتیں تو اپنی اصطلاحات میں ہوتی ہیں، ہم اپنی فریکونسی میں بات کرتے ہیں اس لیے نئی نسل کو ہماری بہت سی باتیں سمجھ نہیں آتیں۔ اقبال نے ان کی فریکونسی میں بات کی ہے، نئی نسل کو قادیانیت کے بارے میں سمجھانا دو بڑی شخصیات کا کارنامہ ہے۔ ایک علامہ محمد اقبالؒ اور دوسرے مولانا ظفر علی خانؒ۔ علامہ اقبال کیمرج یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ تھے اور مولانا ظفر علی خان علی گڑھ کے پڑھے ہوئے تھے، ان میں سے کوئی بھی باضابطہ مولوی نہیں ہے۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو قادیانیت سمجھانے میں سب سے بڑا کردار ان دو شخصیتوں کا ہے اور حسن اتفاق سے یہ دونوں ہمارے پڑوسی ہیں ایک سیالکوٹ کے اور ایک وزیر آباد کے۔

میں اس قانون کا کہ ”قادیانیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ شمار کیا جائے گا“ پس منظر ذکر کر رہا ہوں۔ علامہ محمد اقبالؒ نے سب سے پہلے انگریزوں سے یہ مطالبہ کیا تھا۔ اور اس کا نقطہ آغاز اقبال کا وہ مطالبہ ہے جو انہوں نے انگریزوں سے کیا تھا کہ قادیانی ملک کے شہری رہیں لیکن ان کا نام ہمارے ساتھ شمار نہ ہو، ان کا کھاتا الگ کر دو۔ جب علامہ محمد اقبالؒ نے انگریزوں سے یہ مطالبہ کیا تو پنڈت جواہر لال نہرو نے علامہ اقبال پر اعتراض کیا۔ جواہر لال نہرو قومی لیڈروں میں سے تھے۔ انہوں نے علامہ اقبال پر وہی اعتراض کیا جو آج کیا جاتا ہے۔ انہوں نے علامہ اقبال کو خط لکھا کہ جناب! آپ ان کو غیر مسلم کیسے کہہ رہے ہیں حالانکہ یہ خدا، رسول، قرآن مجید اور کعبہ کو مانتے ہیں تو یہ مسلمان کیوں نہیں ہیں؟ بظاہر کامن سینس کا سوال ہے کہ پوری دنیا میں مسلمان اسے کہا جاتا ہے جو اللہ کو، رسول اللہ کو، قرآن مجید کو اور بیت اللہ کو مانتا ہو اور قادیانی ان سب چیزوں کو مانتے ہیں تو آپ ان کو کیسے غیر مسلم قرار دیتے ہیں؟

علامہ اقبالؒ نے اس کا جواب دیا کہ یہ ہمارے دائرے میں نہیں ہیں۔ اس پر علامہ اقبال اور پنڈت جواہر لال نہرو کی خط و کتابت ہوئی۔ میں جدید تعلیم یافتہ حضرات سے عرض کیا کرتا ہوں کہ اگر آپ کو ہماری بات سمجھ نہیں آ رہی ہو تو آپ نہرو اور علامہ اقبال کی خط و کتابت پڑھ لیں، جو کہ شائع ہو چکی ہے۔ انگریزی میں بھی ہے اور اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ آج کی جدید نفسیات اور جدید زبان میں اس بات کی سب سے زیادہ وضاحت علامہ اقبال نے کی ہے اور نہرو کو ماننا پڑا تھا کہ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ قادیانی مسلمان نہیں ہیں۔ سب سے پہلے یہ بات علامہ اقبالؒ نے کہی تھی۔

علامہ اقبالؒ نے تو تفصیل سے بات کی ہے میں اس کا خلاصہ اپنے ایک مکالمے میں ذکر کروں گا۔ 1987ء یا 1988ء میں نیویارک میں ایک یہودی صحافی سے میری گفتگو ہوگئی۔ اس نے مجھ سے سوال کیا کہ آپ احمدیوں کو مسلمان کیوں نہیں کہتے؟ میں نے اس سے کہا کہ آپ ان کو کیوں مسلمان شمار کرنا چاہتے ہیں؟ اس نے کہا کہ وہ خدا کو بھی مانتے ہیں، محمد صاحب کو بھی مانتے ہیں، قرآن کو بھی مانتے ہیں، اور بیت اللہ کو بھی مانتے ہیں تو پھر مسلمان کیوں نہیں ہیں؟ میں نے اس کے جواب میں کہا کہ تم یہودی ہو۔ اور یہودی اس لیے ہو کہ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تورات کو مانتے ہو۔ حضرت موسیٰ اور تورات کو تو میں بھی مانتا ہوں تو کیا مجھے یہودی تسلیم کرو گے؟ اس نے کہا کہ نہیں! تو میں نے کہا کیوں؟ میں نے اس سے کہا کہ عیسائی اس لیے عیسائی کہلاتے ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کو مانتے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ اور انجیل کو تو ہم مسلمان بھی مانتے ہیں تو کیا ہم میں سے کوئی دعویٰ کرے کہ ہمیں عیسائی لکھو تو تم لکھو گے؟ اس نے کہا نہیں! میں نے کہا کیوں؟

میں نے سوال الٹا اس پر ڈال دیا کہ میں حضرت موسیٰ اور تورات، حضرت عیسیٰ اور انجیل کو مانتا ہوں تو اگر میں کہیں دعویٰ کروں (خدا نہ کرے کروں) کہ مجھے یہودی شمار کیا جائے یا عیسائی شمار کیا جائے تو کیا یہ تسلیم کیا جائے گا؟ اس نے کہا نہیں! تو میں نے کہا کہ کیوں شمار نہیں کیا جائے گا؟ اس نے کہا اس لئے کہ تم حضرت موسیٰ اور تورات کو مانتے ہو، حضرت عیسیٰؑ اور انجیل کو مانتے ہو لیکن تم ان کے بعد ایک نیا نبی اور نئی وحی تسلیم کرتے ہو اس لیے تم ان میں سے نہیں ہو۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کو ماننے کے ساتھ تم پہلوں سے الگ ہو گئے۔ عیسائی حضرت موسیٰ اور تورات کو ماننے کے باوجود حضرت عیسیٰ اور انجیل کو ماننے کی وجہ سے یہودیوں سے الگ ہو گئے۔ ہم مسلمان حضرت موسیٰ اور تورات، حضرت عیسیٰ اور انجیل کو ماننے کے باوجود یہودیوں اور عیسائیوں سے الگ ہیں اس لئے کہ نیا نبی اور نئی کتاب مانتے ہیں۔ اس سے واضح ہوا کہ نیا نبی اور نئی وحی کو ماننے سے مذہب الگ ہو جاتا ہے۔

یہی بات علامہ اقبالؒ نے اپنی زبان میں کہی تھی کہ نبی کے بدلنے سے اتھارٹی بدلتی ہے

اور اتھارٹی کے بدلنے سے دائرہ بدل جاتا ہے۔ مذہب میں حتمی اتھارٹی نبی ہوتا ہے۔ وہ اتھارٹی کہ جس کی زبان ہی قانون ہے، اور اسے کوئی دلیل نہیں دینی پڑتی وہ پیغمبر ہے۔ باقی ہر ایک کو دلیل دینی پڑتی ہے۔ ائمہ، مجتہدین اور محدثین سب کو دلیل دینی پڑتی ہے کہ قرآن نے یہ فرمایا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی دلیل نہیں دینی پڑتی۔ یہ نبی کی اتھارٹی ہے کہ بس میں کہہ رہا ہوں! ہر مذہب میں نبی اتھارٹی ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتھارٹی تھے جو انہوں نے کہہ دیا وہی ہے، حضرت موسیٰ اتھارٹی تھے، اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اتھارٹی تھے۔ علامہ اقبالؒ نے لکھا ہے کہ اتھارٹی بدلتی ہے تو ضابطہ اور قانون سب کچھ بدل جاتا ہے۔

اس یہودی نے مجھ سے کہا کہ تم نئے نبی اور نئی وحی کو مانتے ہو اس لیے تم نہ یہودی ہو اور نہ عیسائی، بلکہ نئی وحی کو ماننے والے ہو اس لیے تمہارا نام الگ ہوگا۔ اس پر میں نے کہا کہ جس دلیل سے عیسائی یہودیوں سے الگ اور مسلمان عیسائیوں سے الگ شمار ہوتے ہیں اسی دلیل سے قادیانی بھی ہم سے الگ شمار ہوں گے کیوں کہ وہ نیا نبی اور نئی وحی مانتے ہیں۔

سب سے پہلے یہ بات علامہ محمد اقبال نے کہی تھی بلکہ سمجھائی تھی اور امت نے سمجھی تھی۔ انگریزوں کے زمانے میں تو یہ بات چلتی رہی۔ پاکستان بننے کے بعد ایک نیا ماحول بن گیا۔ پہلے انگریزوں کی حکومت تھی، سب اکٹھے رہتے تھے۔ اب مسلمانوں کی حکومت بن گئی تو قادیانیوں کو کہاں شمار کرنا ہے؟ ہمارے ملک کے نئے دستور میں یہ مسئلہ پیدا ہوا۔ علماء کرام نے اس پر غور کیا کہ قادیانیوں کو مرتد لکھنا ہے، انہیں قتل کرنا ہے یا جلاوطن کرنا ہے۔ تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام نے متفقہ طور پر علامہ اقبال کے موقف کو اپنا موقف قرار دیا۔ موجودہ موقف علامہ اقبالؒ والا ہے، ہمارا موقف تو حضرت صدیق اکبرؓ والا ہونا چاہیے تھا۔ علماء کرام نے موجودہ حالات کی روشنی میں متفقہ طور پر طے کرلیا۔ 1953ء کی تحریک کا آغاز 1952ء میں ہوا تھا تو ملک بھر کے تمام اکابر علماء کرام نے مطالبہ کیا کہ ٹھیک ہے ہم جھگڑا نہیں ڈالتے، صرف قادیانیوں کا کھاتا الگ کر دو۔ جس طرح ملک میں دیگر غیر مسلم یہودی، عیسائی اور سکھ رہتے ہیں اسی طرح قادیانیوں کو بھی غیر مسلم اقلیتوں کے کھاتے میں شمار کر دو۔ جبکہ دوسرا مطالبہ پاکستان بننے کے بعد چونکہ اس وقت وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی تھے ان کو ہٹانے کا تھا۔

میں درمیان میں یہ بات کہہ دینا چاہتا ہوں کہ آج تمام پاکستانی امریکا کے حصار سے تنگ اور اس کے شکنجے میں جکڑے ہوئے ہیں کہ ہمارا کوئی ادارہ، طبقہ یا جماعت امریکہ کے شکنجے سے نکلنے کی سکت میں نہیں ہے؟ میری یہ بات نوٹ کرلیں کہ ہمیں امریکا کے شکنجے میں ظفر اللہ خان نے پھنسایا تھا۔ میں یونیورسٹی کے اسکالرز سے کہا کرتا ہوں کہ ہم جو امریکا کے شکنجے میں پھنسے ہوئے ہیں اس پر ریسرچ کرو کہ ہم کچھ کرنا چاہتے ہیں اور وہ ہم پر کچھ اور مسلط کر دیتا ہے، ہر پارٹی امریکا کے شکنجے سے نکلنا چاہتی ہے۔ اس پر مجھے حبیب جالب کا شعر یاد آ گیا۔

توڑ و یہ کشکول گدائی، اتر و قرض کی سولی سے
امریکا سے جان چھڑاؤ پھر اسلام کی بات کرو

ہمیں امریکا کے شکنجے میں ظفر اللہ خان نے پھنسایا تھا، چنانچہ تحریک ختم نبوت کا مطالبہ تھا کہ اس کو وزیر خارجہ کے عہدے سے ہٹاؤ۔ یہ سارے ملک کا بیڑا غرق کر رہا ہے۔ ان دو مطالبوں پر 1953ء کی تحریک چلی۔ میں اس وقت پانچ سال کا بچہ تھا، لیکن تحریک کا حصہ رہا ہوں۔ گکھڑ میں ہم بچے بازاروں میں نکل کر نعرے لگایا کرتے تھے۔ گوجرانوالہ میں شیرانوالہ ہماری تحریک کا مرکز تھا اور بلاتفریق سب اس میں شریک تھے۔ تاجر بھی، وکلاء بھی اور علماء میں دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث اور شیعہ سب شریک تھے، لیکن اس وقت یہ تحریک کچل دی گئی اور 1953ء میں یہ مطالبہ منظور نہیں ہوا۔ چنانچہ معاملہ چلتا رہا۔

درمیان میں ایک لطیفہ سناتا ہوں۔ 1969ء، 1970ء کی بات ہے میرا طالب علمی کا زمانہ تھا۔ شیرانوالہ باغ میں جلسہ تھا، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ ہمارے اکابر میں سے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ تھے بعد میں امیر رہے۔ جلسے میں ان کی تقریر تھی اور ڈپٹی کمشنر کا آرڈر آ گیا کہ آپ نے احمدیوں کے خلاف کوئی بات نہیں کرنی۔ اس دور میں یہ پابندی ہوتی تھی۔ میں نے بھی دو تین مقدمہ بھگتے ہیں۔ مولانا محمد علی جالندھریؒ نے جلسے میں آرڈر پڑھ کر سنا دیا کہ ڈی سی کی طرف سے پابندی لگ گئی کہ آپ نے قادیانیوں کے خلاف کوئی بات نہیں کرنی ورنہ میں تو یہ بھی سوچ کر آیا تھا، یہ بھی سوچ کر آیا تھا، میں نے یہ بات بھی کرنی تھی، یہ بات بھی کرنی تھی، یہ بھی کہنا تھا، یہ بھی کہنا تھا، میں تو یہ بھی پڑھ کے آیا تھا۔ اس طرح پانچ

سات باتیں کرنے کے بعد فرمایا کہ بڑوں کا آرڈر ہے اس لیے ہم کچھ نہیں کہتے، قانون کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔اس لئے ہم معراج شریف پر تقریر کریں گے۔ پھر باقی تقریر معراج شریف کے موضوع پر فرمائی۔

1974ء میں تحریک ختم نبوت دوبارہ منظّم ہوئی۔1974ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی تمام مکاتب فکر شریک تھے۔گوجرانوالہ میں کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت بنی۔جس کے صدر محترم مولانا ابو داؤد محمد صادق اور سیکرٹری جنرل مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد تھے۔میں رابطہ سیکرٹری اور شہر کا جنرل سیکرٹری تھا۔حضرت مولانا مفتی بشیر حسین ، حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی ، مولانا عبداللہ، شیخ یوسف احرار اور مولانا مفتی جعفر حسین، سب مل کر جلوس نکالتے تھے اور سب نے تحریک میں مل کر کام کیا۔تاجر اور وکیل بھی ہمارے ساتھ تھے۔یہ قومی تحریک تھی اس تحریک کے نتیجے میں وہ مطالبہ جو اقبال نے انگریزوں سے کیا تھا اور ہم نے1953ء میں حکومت سے کیا تھا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیتوں کے دائرے میں شامل کیا جائے ہمارے ساتھ شمار نہ کیا جائے، وہ مطالبہ منظور ہوا اور بھٹو مرحوم کی قیادت میں قومی اسمبلی نے فیصلہ کیا۔ اس وقت اسمبلی میں قائد ایوان ذوالفقار علی بھٹو مرحوم، قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمودؒ تھے اور ان کے ساتھ حزب اختلاف کے بڑے لیڈر مولانا شاہ احمد نورانیؒ، پروفیسر غفور احمدؒ اور چوہدری ظہور الٰہیؒ بھی اس قیادت کا حصہ تھے۔

جو کسی کا کریڈٹ ہو اسے تسلیم کرنا چاہیے اور جو کسی کی عظمت کی بات ہو وہ کہنی چاہیے۔ اس دور میں بھٹو مرحوم نے دو بہت اہم کام کیے۔ ایک یہ کہ جب مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے تو انہوں نے کہا کہ ہم یہ کر دیتے ہیں، لیکن اگر پارلیمنٹ کے ذریعے کرواؤ گے تو بات پکی ہو جائے گی۔ بھٹو مرحوم ویسے بھی یہ آرڈر کر سکتے تھے، لیکن یہ بڑی حکمت کی بات ہے کہ انہوں نے کہا کہ پارلیمنٹ سے منظور کروا لو۔ جب پارلیمنٹ فیصلہ کر دے گی تو کوئی اسے توڑ نہیں سکے گا۔تحریک کی قیادت کی سمجھ میں بات آ گئی چنانچہ پارلیمنٹ میں بحث ہوئی اور دوسرے انہوں نے کہا کہ قادیانی قیادت کو بھی پارلیمنٹ میں بلا کر ان کا موقف سن لو تا کہ دنیا یہ نہ کہہ سکے کہ یک طرفہ کارروائی ہوئی ہے۔ بھٹو مرحوم نے یہ دو باتیں کہیں جو بہت حکمت اور دانش کی باتیں تھیں اور انہی کے مطابق فیصلہ کیا گیا۔

اس وقت قادیانیوں کے سربراہ مرزا ناصر احمد تھے۔ چنانچہ مرزا ناصر احمد گیارہ دن پیش رہے، تین چار دن.... لاہوریوں کے سربراہ پیش ہوئے۔ بحث ہوتی رہی، سوال جواب ہوتا رہا۔ پارلیمنٹ میں زیادہ گفتگو کرنے والے مولانا مفتی محمود، مولانا شاہ احمد نورانی اور یحییٰ بختیار اٹارنی جنرل تھے۔ دجل اور فریب تو قادیانیوں کا کام ہے، قادیانی کبھی سیدھی بات نہیں کرے گا۔ وہاں لطیفہ کی بات یہ ہوئی کہ جب بھی سوال کیا جاتا تو وہ گول مول بات کر دیتے، گول مول جواب دیتے۔ بالآخر یحییٰ بختیار تنگ آ گئے اور انہوں نے مرزا ناصر احمد کہا کہ ساری باتیں چھوڑو۔ ہم جو پارلیمنٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم آپ کے دادا کو نبی نہیں مانتے اور اسے مسلمان بھی نہیں مانتے۔تم ہمیں مسلمان مانتے ہو یا نہیں؟ دوٹوک جواب دو۔اس نے کہا کہ میں آپ کو مسلمان نہیں سمجھتا۔بتایا جاتا ہے کہ اس پر چودھری ظہور الٰہی کھڑے ہو گئے اور مرزا ناصر کو کہا کہ ہم کافر نہیں، تم کافر ہو، تمہارا باپ کافر ہے، تیرا دادا کافر ہے۔

اس ماحول میں پارلیمنٹ نے یہ فیصلہ کیا میں نے اس کا پس منظر عرض کیا ہے۔ پارلیمنٹ کے فیصلے سے پہلے دنیا بھر میں گول مول بات تھی۔ رابطہ عالم اسلامی کی کوششوں سے مکہ مکرمہ میں پورے عالم اسلام کے نمائندوں کی میٹنگ ہوئی۔ ان کوششوں میں مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کی کوششیں بھی ہیں۔ آپ ان دنوں مکہ مکرمہ میں جا کر اس میں شریک تھے۔ رابطہ عالم اسلامی میں پوری دنیا کے نمائندہ علماء کرام نے اکٹھے ہو کر قادیانیوں سے متعلق اجتماعی فیصلہ دیا جو کہ ان سب کا موقف تھا۔ یہ ہمارے فیصلے کی بنیاد بنا کہ عالم اسلام کے تمام مکاتب فکر کے اکابر علماء کرام احمدیوں اور قادیانیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے، دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

یہ میں نے تحریک ختم نبوت کا پس منظر ذکر کیا ہے کہ اس فیصلے کے پیچھے 1953ء کی تحریک ہے، علماء کرام کی جدوجہد ہے، پھر 1974ء کی تحریک ہے اور پھر 1984ء کی تحریک ہے۔ چونکہ قادیانیوں نے اس فیصلے کو ماننے سے انکار کر دیا تھا تو ان کے انکار کی وجہ سے ان کو پابند کرنے کے لیے کہ آپ خود کو مسلمان نہیں کہلا سکتے، اسلام کا لفظ اور اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں سکتے اس پر 1984ء کا امتناع قادیانیت آرڈیننس آیا۔ تحریکات کا پس منظر مختصر طور پر میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس فیصلے کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین یارب العالمین۔☆

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ معاصرین کی نظر میں

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

از خدا جوئیم توفیقِ ادب
بے ادب محروم گشت از فضلِ ربّ

حضراتِ صحابہؓ و اکابر تابعینؒ کے بعد حضرات ائمہ مجتہدین: اِمامِ اعظم ابوحنیفہ، اِمام دارالہجرت مالک بن انس، اِمام شافعی اور اِمام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے فضائل ومناقب اور اُمت پر ان کے احسانات سب سے بڑھ کر ہیں، عنایتِ ازلی نے ان کو دِینِ قیم کی تبویب و تدوین کے لئے منتخب فرمایا، اور انہیں بعد کے تمام اولیائے اُمت کا سرخیل وسرگروہ بنادیا۔

حق تعالیٰ شانہٗ کے کسی مقبول بندے سے عداوت و دُشمنی اور اس کی شان میں گستاخی و بے ادبی بہت ہی سنگین جرم ہے۔ حدیثِ صحیح کے مطابق ایسے شخص کے خلاف حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے جو کسی مقبولِ بارگاہِ اِلٰہی کی بے ادبی کا مرتکب ہو۔ حق تعالیٰ شانہٗ بہت ہی غیور ہیں، اور جو شخص ان مقبولانِ اِلٰہی کی پوستین دری کرے، غیرتِ اِلٰہی اسے ہلاک کردیتی ہے۔

حق تعالیٰ شانہٗ اپنے بعض مقبول بندوں کی محبت و عداوت کو سنت و بدعت اور ہدایت وضلالت کی علامت بنادیتے ہیں، انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد نوعِ انسانی میں کامل ترین فرد علی الترتیب حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں، لیکن حق تعالیٰ شانہٗ کی حکمت ہے کہ ایک گروہ ان کی اور ان کے رُفقاء کی عداوت اور توہین وتنقیص کو اپنا دِین و ایمان سمجھتا ہے، اور ائمہ میں سب سے اَقدم واَکمل اِمامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں، جنہیں اکابرِ اُمت نے ''اِمام الائمہ'' اور ''اِمامِ اعظم'' کا لقب دیا ہے، لیکن افسوس ہے کہ محرومانِ توفیق کا ایک طبقہ ان کی تخفیفِ شان اور اہانت و گستاخی کو سرمایۂ سعادت سمجھتا ہے، نہ پہلے گروہ کی عداوتِ شیخینؓ سے ان دونوں بزرگوں کا کچھ بگڑا، اور نہ اس دُوسرے گروہ کی عداوت و گستاخی سے اِمام ابوحنیفہؒ کے فضل وکمال میں کوئی کمی آئی، بلکہ یقین ہے کہ ان اکابر کے درجات اس سے بلند ہوئے ہوں گے۔ البتہ اس کا صدمہ ہے کہ ان اکابر کی عداوت کتنے ہی لوگوں کو کھاگئی۔

حضرتِ اِمامِ اعظم رحمہ اللہ کی جلالتِ قدر کا اندازہ ان امتیازی خصوصیات سے ہوتا ہے جو اَئمہ اَربعہ میں ان کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوئیں، مثلاً:

۱:...وہ باتفاقِ اہلِ نقل تابعی ہیں، اورانہوں نے بعض صحابہؓ کی زیارت سے مشرف ہوکر انوارِ صحابیت کو اپنی آنکھوں میں جذب کیا ہے، اور یہ سعادت ان کے سوا دیگر اَئمہ کو نصیب نہیں ہوئی، جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

''طُوْبٰی لِمَنْ رَّاٰنِیْ وَلِمَنْ رَاٰی مَنْ رَّاٰنِیْ وَلِمَنْ رَاٰی مَنْ رَّاٰنِیْ۔''

(فیض القدیر، ج:۴، ص:۲۸۰)

۲:...حضرتِ امام رحمہ اللہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے علمِ شریعت کو کتب وابواب کی شکل میں مدوّن فرمایا ہے اوران کی اقتدا میں امام مالکؒ نے مؤطا لکھی۔

۳:...ان کے فیضانِ صحبت سے ایسے اَئمہ کبار تیار ہوئے جن کی نظیر دُوسرے اکابر کے تلامذہ میں نہیں ملتی، چنانچہ آپؒ کے سیرت نگاروں نے آپؒ کے تلامذہ کی ایک طویل فہرست نقل کی ہے، جن میں اکثر اَئمہ کبار ہیں، مثلاً: مغیرہ بن مقسم الضبی اور اِمام مالک رحمہما اللہ ایسے اکابر بھی آپؒ سے روایت کرتے ہیں، اور زکریا بن ابی زائدہ، معسر بن کدام، سفیان ثوری، مالک بن مغول، یونس ابن ابی اسحاق، حفص بن غیاث، جریر بن عبدالحمید، عبداللہ بن المبارک، وکیع بن الجراح، یزید بن ہارون، مکی بن ابراہیم، ابو عاصم النبیل، عبدالرزّاق بن ہمام، ابو یوسف القاضی، داوٗد بن نصیر الطائی اور فضیل بن عیاض رحمہم اللہ ایسے اکابر کو حضرتِ اِمامؒ سے تلمذ کا شرف حاصل ہے۔ غور فرمایا جائے کہ بعد کی اُمت کا کون شخص ہے جو حضرتِ اِمامؒ کے ان فیض یافتوں کا خوشہ چین نہیں...!

۴:...اور حضرتِ اِمام رحمہ اللہ کا ایک اہم

ترین امتیاز یہ ہے کہ ان کے فقہی مسائل محض ان کی ذاتی وانفرادی رائے نہیں، بلکہ فقہاء ومحدثین اور عباد اللہ الصالحین کی ایک بڑی جماعت نے غور وفکر اور بحث وتمحیص کے بعد ان کی منظوری دی ہے۔

شیخ ابنِ حجر المکی رحمہ اللہ ’’الخیرات الحسان‘‘ فصلِ دوم میں لکھتے ہیں:

’’ایک شخص نے اِمام وکیع بن جراح رحمہ اللہ کی موجودگی میں یہ کہہ دیا کہ ابوحنیفہؒ نے غلطی کی ہے، اِمام وکیعؒ نے اسے ڈانٹ پلائی اور فرمایا: جو شخص ایسی بات کہے وہ چوپاؤں کی مانند ہے، بلکہ ان سے بڑھ کر گم کردہ راہ۔ وہ کیسے غلطی کرسکتے تھے حالانکہ ان کے پاس اِمام ابویوسفؒ اور اِمام محمدؒ ایسے ائمۂ فقہ موجود تھے، فلاں فلاں ائمۂ حدیث موجود تھے، فلاں فلاں ائمۂ لغت و عربیت موجود تھے، اور فضیل بن عیاضؒ اور داؤد الطائیؒ ایسے ائمۂ زُہد وورع موجود تھے۔ وَمَنْ کَانَ أَصْحَابُہٗ ھٰؤُلَاءِ لَمْ یَکُنْ لِیُخْطِیَٔ لِأَنَّہٗ اِنْ أَخْطَأَ رَدُّوْہُ لِلْحَقِّ، (اور جس کے رُفقاء یہ لوگ ہوں، وہ غلطی نہیں کرسکتا، کیونکہ اگر وہ غلطی کرتا تو یہ حضرات اسے ضرور حق کی طرف لوٹا دیتے)۔‘‘ (ص:۲۸)

حضرتِ اِمام رحمہ اللہ کے علوم کتاب وسنت کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں، جس کی واضح دلیل ہے کہ جرح وتعدیل کے اِمام یحییٰ بن سعید القطان، ان کے شاگرد یحییٰ بن معین، الامام الثقہ الثبت لیث بن سعد، اِمام شافعی کے اُستاذ اِمام وکیع بن جراح، اور اِمام بخاری کے اُستاذِ کبیر اِمام مکی بن ابراہیم (رحمہم اللہ) ایسے جہابذہ محدثین حضرتِ اِمامؒ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے، اور اِمام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ کو، جنھیں دربارِ علم سے ’’اَمیر المؤمنین فی الحدیث‘‘ کا خطاب ملا ہے، حضرتِ اِمامؒ سے تلمذ پر فخر تھا۔

مناسب ہے کہ حضرتِ اِمام رحمہ اللہ کے معاصرین اور بعد کے چند اکابر کے کچھ جملے حضرتِ اِمامؒ کے حق میں نقل کردیئے جائیں:

۱:... اِمام محمد بن سیرین رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ):

حضرتِ اِمامؒ کے اس خواب کا ذکر تقریباً سبھی نے کیا ہے کہ گویا آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کھول رہے ہیں، اِمام محمد بن سیرینؒ سے اس کا ذکر کیا گیا تو فرمایا: ’’یہ شخص علومِ نبوّت کو پھیلائے گا۔‘‘ (مناقب ذہبی، ص:۲۴)

۲:... اِمام مغیرہ بن مقسم الضبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۶ھ):

جریر بن عبدالحمیدؒ کہتے ہیں کہ موصوف نے مجھے تاکید فرمائی: ’’اِمام ابوحنیفہ کی خدمت میں حاضری دیا کرو، فقیہ بن جاؤگے، اور اگر اِبراہیم نخعیؒ حیات ہوتے تو وہ بھی ان کی ہم نشینی اختیار کرتے۔‘‘ (مناقب ذہبی، ص:۸)

۳:... اِمام اَعمش (سلمان بن مہران رحمہ اللہ) (متوفی ۱۴۷ھ):

حضرتِ اِمامؒ سے مسائل دریافت فرماتے تھے اور آپؒ کی تحسین فرماتے تھے، ایک بار ان سے ایک مسئلہ دریافت کیا گیا تو فرمایا: ’’اس کا صحیح جواب ابوحنیفہ ہی دے سکتے ہیں، میرا خیال ہے کہ ان کے علم میں برکت دی گئی ہے۔‘‘ جریر کہتے ہیں کہ: ’’اِمام اَعمشؒ سے دقیق مسائل پوچھے جاتے تو حضرتِ اِمامؒ کے پاس بھیج دیتے۔‘‘

(مناقب ذہبی، ص:۱۸)

۴:... اِمام ابنِ جریج (عبدالملک بن عبدالعزیز رحمہ اللہ) (متوفی ۱۵۰ھ):

حضرتِ اِمامؒ کی وفات کی خبر سن کر فرمایا: ’’آہ! کیسا علم جاتا رہا۔‘‘ (تاریخ بغداد، ج:۱۳ ص:۳۳۸) اور ایک روایت میں ہے: ’’اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے، ان کے ساتھ بہت سا علم جاتا رہا۔‘‘ (مناقب ذہبی، ص:۱۸)

۵:... اِمام علی بن صالح رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۱ھ):

حضرتِ اِمامؒ کی وفات پر فرمایا: ’’عراق کا مفتی اور فقیہ چل بسا۔‘‘ (مناقب ذہبی، ص:۱۸)

۶:... اِمام معسر بن کدام رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۳ھ):

’’مجھے کوفہ کے دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں آتا، ابوحنیفہ پر ان کی فقہ میں، اور حسن بن صالح پر ان کے زُہد میں۔‘‘

(تاریخ بغداد، ج:۱۴، ص:۳۳۸)

نیز فرماتے تھے: ’’اللہ تعالیٰ ابوحنیفہؒ پر رحمت فرمائے، وہ بڑے فقیہ عالم تھے۔‘‘

(مناقب ذہبی، ص:۱۸)

نیز فرماتے تھے: ’’ہم نے ابوحنیفہؒ کے ساتھ علمِ حدیث حاصل کرنا شروع کیا، تو وہ ہم پر غالب آگئے، ہم زُہد میں مشغول ہوئے تو ہم سے آگے نکل گئے، ہم نے ان کے ساتھ علمِ فقہ حاصل کرنا شروع کیا تو اس میں انہوں نے جو کارنامہ انجام دیا، وہ تم دیکھ ہی رہے ہو۔‘‘

(مناقب ذہبی ص:۲۷)

۷:... اِمام اوزاعی (عبدالرحمٰن بن عمرو رحمہ اللہ) (متوفی ۱۵۷ھ):

’’وہ پیچیدہ اور مشکل مسائل کو سب لوگوں

سے زیادہ جانتے ہیں۔‘‘

(مناقب کردری، ص:۹۰، تبییض الصحیفہ، ص:۲۸)

۸:... امام عبدالعزیز بن ابی رواد رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۹ھ):

’’جو شخص امام ابوحنیفہؒ سے محبت رکھے وہ سنی ہے، اور جو ان سے بغض رکھے وہ بدعتی ہے۔‘‘

اور ایک روایت میں ہے: ’’ہمارے پاس لوگوں کے جانچنے کے لئے ابوحنیفہؒ معیار ہیں، جو ان سے محبت اور دوستی رکھے وہ اہلِ سنت میں سے ہے، اور جو ان سے بغض رکھے، ہمیں معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ بدعتی ہے۔‘‘ (الخیرات الحسان، ص:۳۲)

۹:... امام شعبہ بن الحجاج رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۰ھ):

’’اللہ کی قسم! امام ابوحنیفہؒ بہت عمدہ فہم اور جید حافظے کے مالک تھے، لوگوں نے آپ پر ایسی باتوں میں طعن و تشنیع کی، جن کو وہ ان لوگوں سے زیادہ جانتے تھے، اللہ کی قسم! یہ لوگ اپنی اس بدگوئی کی سزا خدا تعالیٰ کے یہاں پائیں گے۔‘‘

امام شعبہؒ، حضرتِ امامؒ کے حق میں بہ کثرت دُعائے رحمت کیا کرتے تھے۔

(مناقب ذہبی، ص:۱۸، الخیرات الحسان، ص:۳۲)

۱۰:... امام داوٗد بن نصیر الطائی رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۰ھ):

’’آپ ایک روشن ستارہ تھے، جس سے راہ رو رات کی تاریکیوں میں راستہ پاتا ہے، آپ کے پاس وہ علم تھا جس کو اہلِ ایمان کے قلوب قبول کرتے ہیں۔‘‘ (الخیرات الحسان، ص:۳۲)

۱۱:... امام سفیان بن سعید الثوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۱ھ):

ایک شخص حضرتِ امامؒ کے پاس آیا تھا، امام ثوریؒ نے اس سے فرمایا: ’’تم رُوئے زمین کے سب سے بڑے فقیہ کے پاس سے آئے ہو‘‘ نیز فرمایا: ’’جو شخص حضرتِ امام کی مخالفت کرتا ہے، اسے اس کی ضرورت ہے کہ علو مرتبت اور وفورِ علم میں آپ سے بڑھ کر ہو، لیکن بعید ہے کہ کوئی ایسا بن کر دِکھائے۔‘‘

(الخیرات الحسان، ص:۳۹)

۱۲:... امام دار الہجرت مالک بن انس رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ):

حضرتِ امامؒ کے بارے میں فرمایا: ’’سبحان اللہ! میں نے ان جیسا آدمی نہیں دیکھا‘‘ نیز فرمایا: ’’اگر وہ اس ستون کے بارے میں دعویٰ کریں کہ سونے کا ہے تو اسے دلیل سے ثابت کردیں گے۔‘‘ (الخیرات الحسان، ص:۲۸)

۱۳:... امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ):

حضرتِ امامؒ کے مایۂ ناز شاگرد ہیں، اور آپؒ کی مدح و توصیف میں ان کے بہت اقوال ہیں، فرماتے تھے: ’’لوگ جب حضرتِ امامؒ کا ذکر بُرائی سے کرتے ہیں تو مجھے بہت ہی صدمہ ہوتا ہے، اور مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ ان پر اللہ کا غضب ٹوٹ پڑے گا۔‘‘ (مناقب ذہبی، ص:۲۲) نیز فرماتے تھے: ’’اگر اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہؒ اور سفیانؒ کے ذریعے میری دستگیری نہ کرتا تو میں بدعتی ہوتا۔‘‘ (مناقب ذہبی، ص:۱۸)

۱۴:... امام حفص بن غیاث رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۵ھ):

’’حضرتِ امام ابوحنیفہؒ کا کلام بال سے زیادہ باریک ہے، اور اس میں عیب چینی صرف جاہل ہی کرسکتا ہے۔‘‘ (مناقب ذہبی، ص:۲۰)

۱۵:... امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۶ھ):

’’میں نے حضرتِ امامؒ سے زیادہ فقیہ اور ان سے اچھی نماز پڑھنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔‘‘

(الخیرات الحسان، ص:۳۱)

یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: ’’میں نے کسی کو نہیں دیکھا جسے وکیع بن جراح پر ترجیح دُوں، اور وہ امام ابوحنیفہؒ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے اور ان کی احادیث کے حافظ تھے، انہوں نے حضرتِ امامؒ سے بہت زیادہ احادیث سنی تھیں۔‘‘

(جامع بیان العلم، ابن عبدالبر، ج:۲، ص:۱۴۹)

۱۶:... امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ):

’’میری آنکھوں نے ابوحنیفہؒ جیسا شخص نہیں دیکھا۔‘‘ (مناقب ذہبی، ص:۱۹)

’’دو چیزوں کے بارے میں میرا خیال تھا کہ وہ کوفہ کے پل سے پار بھی نہیں جائیں گی، مگر وہ تو زمین کے آخری کناروں تک پہنچ گئیں، ایک حمزہؒ کی قراءت اور دُوسری ابوحنیفہؒ کی فقہ۔‘‘

(تاریخ بغداد، ج:۱۳، ص:۳۴۷، مناقب ذہبی، ص:۲۰)

۱۷:... امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ):

’’میں ناقلِ حدیث ہوں، سفیان ثوریؒ علماء کے امیر المؤمنین ہیں، سفیان بن عیینہؒ امیر العلماء ہیں، شعبہؒ حدیث کی کسوٹی ہیں، عبداللہ بن المبارک حدیث کے صراف ہیں، یحییٰ بن سعید القطان قاضی العلماء ہیں اور ابوحنیفہؒ علماء کے قاضی القضاۃ ہیں، جو شخص تم سے اس کے علاوہ کچھ اور کہے، اسے بنوسلیم کے کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دو۔‘‘ (مناقب موفق، ج:۲، ص:۲۵) (جاری ہے)

حضرت شاہ نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کی ختم نبوت سے متعلق

متفرق یادداشتیں!

گزشتہ سے پیوستہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

۞...... ایک بار فیصل آباد ضلع میں کھڑیانوالہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے مولانا سید ممتاز الحسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے آمادہ کیا۔ تشریف لائے فقیر راقم نے مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئیوں کے غلط ہونے کے عنوان پر خطاب کیا۔ آپ کا چہرہ تمتما اٹھا۔ دعاء کے بعد مجلس میں راقم روسیاہ کو مخاطب کر کے فرمایا: ''کہ قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش تھی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے کذب کو آسان طور پر سمجھنے اور سمجھانے کے لئے اس کی پیش گوئیوں کی تغلیط پر کتاب مرتب ہونی چاہئے۔ چنانچہ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ اپنی آخری عمر میں فرماتے تھے کہ وقت وصحت نے ساتھ دیا تو حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ تو اللہ تعالیٰ کے حضور چل دیئے۔ اب یہ کام آپ کریں۔ لاہور میں ایک دوبار پھر تذکرہ فرمایا۔ راقم روسیاہ ادھرادھر کی مار کر وقت گزاری کرتا۔ کتاب تیار نہ ہوئی۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن صاحب سے راقم نے عرض کیا انہوں نے حامی بھری۔ مگر کام نہ ہوسکا۔ اللہ تعالیٰ کی ہر لحہ نئی شان پر قربان کہ اس دوران ایک بار کراچی میں مانچسٹر اسلامک اکیڈمی کے سربراہ مولانا محمد اقبال رنگونی نے مرزا ملعون کی اٹھارہ پیش گوئیوں کی تکذیب پر ۱۰۰ صفحہ کی کتاب مرتب شدہ مجلس کی طرف سے چھپوانے کے لئے پکڑادی۔ ایک صفحہ پر راقم روسیاہ نے پیش لفظ لکھا۔ متذکرہ بالا واقعہ کا ذکر کیا۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب کا انتساب کیا۔ کتاب چھاپ کر ایک سونسخہ حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے کر مولانا عزیز الرحمٰن ثانی حاضر ہوئے۔ بہت ہی خوشی کا اظہار فرمایا۔ اس لئے کہ آپ کے حضرت الشیخ مرشد شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل تھی۔ کچھ عرصہ بعد بھائی رضوان نفیس نے فرمایا کہ حضرت فون پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ مجھ روسیاہ کے لئے آپ سے فون پر بات کرنا ہمالیہ کو سر کرنے سے زیادہ مشکل ہوتا۔ لیکن آپ کی شفقتوں نے بار بار فون پر بھی بات کرنے کی سعادت بخشی۔ فرمایا کہ پیش گوئیوں والی کتاب کہاں ہے؟ عرض کیا: حضرت! ملتان دفتر میں تو ختم ہے۔ آپ کی لائبریری میں سونسخہ تھا۔ یقیناً کچھ موجود ہوں گے۔ فرمایا: بہت اچھا اگلے دن پھر فون کیا کہ لائبریری سے پینتیس پچاس نسخے مل گئے ہیں۔ لیکن دوبارہ شائع کریں۔ اس کتاب کو باضابطہ حرفاً حرفاً اپنی مجلس میں پڑھوایا۔ دوبارہ دو ہزار کتاب شائع کردی۔ سنا تو طبیعت باغ باغ ہوگئی۔ بہت سی دعاؤں سے سرفراز فرمایا۔

۞...... ایک بار فون پر راقم روسیاہ سے فرمایا کہ ایک آفیسر کو قادیانی فتنہ کی تازہ شرانگیزی وسرگرمیوں پر مطلع کرنا ہے۔ آپ تمام تفصیلات لکھ کر لائیں۔ چنانچہ لکھ کر پیش کیا۔ پورا سنا خوشی کا اظہار کیا کہ تمام تفصیلات آ گئی ہیں۔ اپنے پاس رکھ لیا۔ اتنا فرمایا کہ وہ آفیسر دو چار روز تک اسلام آباد سے لاہور آنے والے ہیں۔

۞...... حضرت اقدس سید محمد نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۵ ویں تراویح ۱۴۲۳ھ کے بعد کی مجلس میں فرمایا کہ: ''علامہ میر حسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے خود سرسید احمد خان سے سنا جب مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو سرسید احمد خان نے کہا کہ: ''مرزا قادیانی کو معلوم نہیں کہ نبی کون ہوتا ہے اور نبوت کا منصب کیا ہے۔'' اس منصب سے عدم واقفیت و جہالت کے باعث مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ بیاض یعقوبی میں حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے لشکر کے گھوڑوں کے سائس بھی اہل اللہ ہوں گے۔''

(لولاک ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ)

۞...... ۲۶/ رمضان المبارک بعد از تراویح کی مجلس میں فرمایا کہ: ''حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ ابتداء میں طبابت

کرتے تھے۔ (دیرہ دون میں) وہاں شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید سے ملاقات ہوئی۔ ان کو متبع سنت پایا تو دل میں خیال آیا کہ حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے ملنا چاہئے۔ جب سرگودھا کے لئے سفر کیا تو پہلے رائے پور حاضری دی۔ شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی ملاقات میں ہی دل دے بیٹھے۔ بیعت کے لئے درخواست کی۔ شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جلدی کیا ہے؟ آپ اپنے گھر سرگودھا سے ہو آئیں۔ پھر بیعت بھی کرلیں گے۔ ڈھڈیاں سرگودھا تشریف لائے۔ ایک عزیز بیمار تھے۔ عزیزوں کے اصرار پر ان کو حکیم نورالدین بھیروی کے پاس قادیان لے کر گئے۔ چند دن عزیز کے علاج کے لئے وہاں ٹھہرنا پڑا۔ نورالدین ساحر تھا۔ بعض باتوں میں قلب پر اثر کرلیتا تھا۔ چونکہ آپ رائے پور میں حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے مل کر آئے تھے۔ خیال کیا کہ جن سے مل کر آیا ہوں۔ ان کا چہرہ سچے آدمی کا چہرہ ہے۔ آپ (سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ ہر بے دین فتنہ کے ساتھ سحر ہوتا ہے۔ حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے خود سنا کہ فرماتے تھے کہ جب مجھے القادیانیہ لکھنے کے لئے مرزائی کتب پڑھنی پڑیں تو میرے قلب پر سیاہی کے اثرات ہو جاتے تھے۔ استغفار کرتا۔ ملت اسلامیہ کے متفقہ مسلمات سے مرزا قادیانی کے انکار کو جانچتا تب جا کر ایک ایک تار کا ٹنے سے قلب کی سیاہی دور ہوتی۔ (فقیر راقم عرض کرتا ہے کہ میں نے بھی خود حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا۔ فرماتے تھے کہ جب میں نے مرزا قادیانی ملعون کی کتاب ازالہ اوہام کا مطالعہ کیا تو دوران مطالعہ میرے دل پر سیاہی آنی شروع ہو جاتی۔ میں خود محسوس کرتا کہ اب دل کا اتنا حصہ سیاہ ہوگیا ہے۔ اب اتنا، تب کتاب بند کر کے استغفار کرتا۔ تب دل کی سیاہی دور ہوتی۔ پھر مطالعہ کرتا تو سیاہی قلب پر عود کر آتی۔ پھر کتاب بند کر دیتا۔ اس طرح بدقت تمام اسے ختم کیا۔)''

۞...... آپ (حضرت قبلہ سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ: ''شاہ عبدالرحیم سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ (جو حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے شیخ تھے) کے پاس حکیم نورالدین گیا۔ نورالدین ان دنوں مہاراجہ کشمیر کا معالج اور ملازم تھا۔ مہاراجہ کی اولاد نہ تھی۔ نورالدین دعاء کرانے کے لئے سہارن پور گیا تو آپؒ نے فرمایا کہ قادیان میں ایک متنفی (فتنہ پرداز) ہوگا۔ اس سے بچ کر رہنا۔ تم مجھے ان کے مصاحب لکھے ہوئے معلوم ہوتے ہو۔ تمہیں بحث وتمحیص کی عادت ہے۔ یہ عادت بد تمہیں وہاں لے جائے گی۔ چنانچہ ایسے ہوا۔'' اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور اللّٰہ! قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید!

۞...... فرمایا: ''مسانیاں گاؤں قادیان کے قریب واقع ہے۔ وہاں ایک بزرگ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ یہ مرزا قادیانی ملعون کے زمانہ سے قبل فوت ہوئے۔ ان کے مزار پر جو کتبہ ہے۔ اس پر ختم نبوت کی آیات واحادیث مرقوم ہیں۔ شاید ان پر قدرت کی طرف سے قبل از وقت منکشف ہوگیا کہ تمہارے جوار میں ختم نبوت جیسے بنیادی مسئلہ کا انکار ہوگا۔ تب آپ کی وصیت یا توجہ سے کتبہ پر آیات واحادیث ختم نبوت کی درج ہوئیں۔''

۞...... فرمایا: ''اسی طرح بٹالہ کے ایک بزرگ کے پاس مرزا قادیانی کا باپ مرزا قادیانی کو لے کر گیا۔ انہوں نے مرزا قادیانی کو نصیحت کی کہ اہل سنت کے عقائد پر چمٹے رہنا۔ ان کے جانے کے بعد خدام کے پوچھنے پر فرمایا کہ یہ شخص گمراہی اور کفر کی طرف لپکے گا۔ یہ قبل از وقت ان بزرگ پر منکشف ہوگیا تھا۔''

۞...... فرمایا کہ: ''ہر فتنہ کے ساتھ سحر ہوتا ہے۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عقیدت وارادت مند مولوی عبدالمنان پنجابی تھے۔ ایک دفعہ سر راہ جوگی کے پاس رک گئے۔ اس نے سحر کر دیا۔ واپس آئے تو طبیعت پر ہندو ہو جانے کے خیالات کا ہجوم ہوگیا۔ بھاگم بھاگ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے۔ انہوں نے فرمایا کہ فوراً رائے پور چلے جاؤ۔ حاضر ہوئے۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے صورت حال عرض کی۔ آپؒ نے خدام سے فرمایا کہ اسے فوراً سلا دو۔ وہ تین دن سویا رہا۔ بیدار ہوا تو کہا کہ میں رائے پور سے جاتا ہوں۔ میرے قلب کی وہی کیفیت ہے۔ ہندو ہو جانے، اسلام کو چھوڑنے اور مرتد ہو جانے پر دل مجبور کرتا ہے۔ اتنے میں صبح کی سیر سے حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ واپس تشریف لائے۔ مولوی عبدالمنان پنجابی نے عرض کی مجھے اجازت۔ میرے دل کی وہی کیفیت ہے۔ ہندو ہونا چاہتا ہوں۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے شہادت کی انگلی سے اس کے دل کی طرف (چھونے) کا اشارہ کیا اور فرمایا مولوی صاحب! اللہ تعالیٰ کے بندے اب بھی ایسے موجود ہیں جو یوں اشارہ کریں تو دل کی دنیا بدل

جائے۔اشارہ کرتے ہی ان کے دل کی دنیا بدل گئی اور جوگی کے سحر کا اثر جاتا رہا۔''

✿......فرمایا:''ایک بار خود حضرت رائے پوری ؒ کی مجلس میں جوگی آبیٹھا۔اس نے توجہ (سحر) کی تو آپ کے بدن پر چیونٹیوں کے چلنے کے اثرات ہونے لگے۔آپ نے بھانپ کر سر اٹھایا۔اس جوگی کی طرف دیکھ کر انگلی کے اشارہ سے منع کر دیا۔وہ فوراً رفو چکر ہوگیا۔تو سحر ہوتا ہے ہر فتنہ کے ساتھ جو براہ راست دل کا گمراہی کی طرف میلان کر دیتا ہے۔مرزا قادیانی کی بدگوئی، گمراہی، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی صریح اہانت کے باوجود اس کا سحر کئی لوگوں کے دلوں کو ارتداد کی طرف لے گیا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو بچائے۔''

✿......۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں ربوہ اور لاہوری پارٹی کے مرزائی سربراہوں نے اپنا اپنا مؤقف قومی اسمبلی میں پیش کیا۔امت محمدیہ کی طرف سے شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوری ؒ کی زیرنگرانی مولانا محمد حیات ؒ، مولانا عبدالرحیم اشعر ؒ، مولانا تاج محمود ؒ، مولانا محمد شریف جالندھری ؒ نے مرزائیت سے متعلق مذہبی وسیاسی مواد جمع کیا۔جس سے مرزائیت کی مذہبی وسیاسی حیثیت کو سمجھا، پرکھا، ناپا، تولا جاسکتا ہے۔مذہبی حصہ کی ترتیب وتدوین حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی اور سیاسی حصہ کی ترتیب وتدوین مولانا سمیع الحق ممبر سینیٹ آف پاکستان نے کی۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے فوری طور پر اسی ہزار روپے کی لاگت سے اسے شائع کر دیا۔جسے مفکر اسلام مولانا مفتی محمود ؒ نے قومی اسمبلی میں پڑھا۔یہ کتاب ردِّ قادیانیت پر لٹریچر کا نچوڑ ہے۔اسے عربی، انگریزی میں بھی جماعت نے شائع کیا۔جب قومی اسمبلی میں پڑھنے کے لئے اسے ترتیب دیا جارہا تھا تو پریس پر سنسر عائد تھا۔اس کی ترتیب کتابت، طباعت تمام جانگسل مراحل کے لئے شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف ؒ کی نگاہ حضرت سید نفیس الحسینی ؒ پر پڑی۔آپ کو فون کیا۔آپ نے کاتب شاگردوں کی جماعت ہمراہ لی اور راولپنڈی پہنچ گئے۔حضرت بنوری ؒ کے لئے ہوٹل کا ایک حصہ مختص تھا۔اس میں تمام متذکرہ حضرات قیام پذیر تھے۔حضرت سید نفیس الحسینی ؒ تشریف لائے تو چمن میں بہار آگئی۔

(چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگا رنگ، ج:۱،ص:۲۰۰)

صوابی میں دوروزہ ختم نبوت کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام صوابی میں عظیم الشان دوروزہ ختم نبوت کانفرنس ۱۲،۱۳؍نومبر کو منعقد ہوئی۔کانفرنس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔کانفرنس آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کا منظر پیش کر رہی تھی۔وسیع وعریض پنڈال بنایا گیا۔خورونوش کے لئے کینٹینوں کا انتظام کیا گیا۔کینٹین پر انتہائی کم قیمت پر شرکائے کانفرنس کو کھانا اور چائے مہیا کی گئی۔نیز خورونوش کی اشیاء کے ٹھیلے اور ریڑھیاں شرکائے کانفرنس کے لئے کام ودہن کا نظم کئے ہوئے تھیں۔

مجلس صوابی کے امیر مولانا اعزازالحق مدظلہ ہیں۔جنہوں نے شاہ منصور میں خانقاہ اور مدرسہ قائم کیا ہوا ہے۔امیر محترم کے ہزاروں مریدین ان سے اللہ اللہ سیکھتے ہیں۔صوبہ بھر سے شیوخ حدیث، اساتذہ کرام، علماء کرام، مشائخ عظام اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرماتے ہیں۔کانفرنس میں کی جانے والی تقاریر پشتو اور اردو زبانوں میں ہوتی ہیں۔راقم کو ۱۳؍نومبر کو حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مہتمم شیخ الحدیث مولانا انوارالحق مدظلہ کا بیان عالی شان ظہر کی نماز سے پہلے ہوا۔ایسے ہی ہمارے رحیم یار خان کے مبلغ مولانا مفتی محمد راشد مدنی بھی ظہر سے پہلے بیان فرما چکے تھے۔راقم جب اسٹیج پر پہنچا اور اپنے بیان میں تحریک ختم نبوت میں مسلمانانِ پاکستان کی قربانیوں پر روشنی ڈالی۔نیز تحریکہائے ختم نبوت ۱۹۵۳ء،۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء میں ''کیا کھویا اور کیا پایا'' کے عنوان سے بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔راقم کے جاننے والوں میں مولانا سیّد فیضان الحق، مولانا سیّد صابر شاہ مہمانوں کی خدمت میں مصروف نظر آئے۔نیز سینکڑوں نوجوان سیکورٹی کا نظام سنبھالے ہوئے نظر آئے۔غرضیکہ کانفرنس جاذب نظر تھی۔

راقم کے بیان کے دوران عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے امیر مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ کی تشریف آوری ہوئی۔ان کا نعروں کی گونج میں استقبال کیا گیا۔خانقاہ کے سجادہ نشین اور مجلس کے امیر مولانا اعزازالحق مدظلہ اپنے رفقاء سمیت کانفرنس کے مدعوین کا استقبال کرتے ہوئے نظر آئے۔صوابی میں منعقد ہونے والی کانفرنس ملک بھر میں منعقد ہونے والی بڑی کانفرنسوں میں ایک بڑی کانفرنس ہوتی ہے۔اللہ پاک کانفرنس کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائیں۔آمین یا الٰہ العالمین۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مبلغ ختم نبوت مولانا محمد خبیب رحمۃ اللہ علیہ!

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے فاضل نوجوان مبلغ مولانا محمد خبیب صاحب کا ۲۸؍اکتوبر۲۰۲۲ء بروز جمعہ قریب العشاء نشتر ہسپتال ملتان میں وصال ہوگیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے فقیر کی یادداشت کے مطابق یہ دوسراسانحہ ارتحال تھاجوختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے دنوں میں پیش آیا۔۲۵؍ستمبر۲۰۰۵ء میں عالمی مجلس کی چناب نگر میں۲۴ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے پہلے روز جمعرات عشاء کے قریب اطلاع ملی تھی کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے فاضل اجل استاذ المناظرین مولانا خدابخش شجاع آبادی کا وصال ہوگیاہےاوراب ۲۸؍اکتوبر۲۰۲۲ء کوجمعہ کےروز عصر پر ۴۱ویں سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔ حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری نے عصر کے بعدملتان کے سفر کا آغاز کیا،مولانا محمدحمزہ لقمان علی پوری نے عمرہ کا سفر کرنا تھاوہ اورمولانا حافظ محمدانس نے بھی حضرت ناظم اعلیٰ کے ہمراہ سفر کرنا تھا، یہ تینوں حضرات چناب نگر سے روانہ ہوکرعشاء کے قریب ملتان میں داخل ہوئے۔انہیں فون پراطلاع ملی کہ مولانا محمد خبیب کا انتقال ہوگیا ہے۔انتقال کے وقت مولانا مرحوم کے برادران، مولانا محمد بلال اور جناب حافظ یوسف ہارون بن حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری نشتر ہسپتال میں موجود تھے۔مولانا مرحوم پرآخری وقت آیا،مولانا بلال صاحب ان کے ہاتھ پاؤں سیدھے کررہے تھےتو اس حالت میں بلال صاحب کے کہنے پر ہارون صاحب نے حافظ انس صاحب کوفون کیا۔حافظ انس نے فون سنتے ہی فقیرکوکال کی۔فقیر نے فون اٹھایا تو انس صاحب دوسرے فون پر ہاتھ پاؤں سیٹ کرنے، آنکھیں بند کرنے،ٹھوڑی باندھنے کی بات کررہے تھے۔یہ سنتے ہی فقیر نے انـــا للّٰہ پڑھا۔انس بھی سمجھ گیا کہ فقیر نے ان کے کال کرنے کا مقصد پالیا ہےتو کچھ کہے بغیرفون بند کردیا۔مولانا انس صاحب نے مولانا محمدعثمان کو دفتر سے بھیجا کہ آپ، مولانا بلال صاحب، ہارون صاحب مل کرایمبولینس بلوائیں اورمولانا مرحوم کے جسد خاکی کو ان کے گھر بھجوائیں۔ حضرت ناظم اعلیٰ مدظلہم نے بھی فرمایا کہ آپ لوگ گاڑی نشتر لے چلیں۔ چنانچہ جب یہ حضرات ہسپتال پہنچے تو ایمبولینس آچکی تھی۔ اسٹریچر پر مولانا محمد خبیب کو لایا جارہا تھا۔حضرت ناظم اعلیٰ صاحب نے برستی آنکھوں سے مرحوم کے سر پر ہاتھ پھیرا، دعا فرمائی اور اپنے ایک نوجوان رفیق کار کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرکے ایمبولینس روانہ کردی۔ادھرچناب نگرمیں ہفتہ کے روزتمام مبلغین مدرسین اورکانفرنس کے منتظمین کا اجلاس ہوتا ہے۔کانفرنس کی خوبیوں اور کوتاہیوں کو زیربحث لاکرآئندہ کے لئے سفارشات مرتب کی جاتی ہیں۔مولانا مرحوم کی وفات کے اگلے روز ۹بجے صبح جنازہ کا ورثانے اعلان کردیا۔ چنانچہ مولانا محمداسماعیل صاحب نےفوری طور پر ہفتہ کا اجلاس جمعہ شام عشاء کے بعد مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی میں منعقدکرلیا۔کانفرنس کے لئےتجاویز اورآئندہ تبلیغی امور پر مشاورت کے بعد اجلاس میں مولانا مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کرائی اوراجلاس سے فارغ ہوگئے۔طے ہوا کہ نماز فجر کے بعدسفر ہوا تو جنازہ میں شامل ہونا مشکل ہوجائے گا۔صبح چار بجے قبل از فجر سفر کرلیا جائے۔ایک گاڑی میں مولانا محمداسماعیل اوران کے ساتھ مولانا محمد قاسم رحمانی بہاول نگر، مولانا محمداسحاق ساقی بہاول پور،مولانا محمداقبال ڈیرہ غازی خان، دوسری گاڑی میں فقیر،مولانا شرافت علی سیالکوٹ، مولانا عتیق الرحمٰن ملتان، مولانا عبدالحکیم مبلغ جھنگ روانہ ہوئے۔ تیسری گاڑی میں مولانا محمدراشد مدنی رحیم یارخان اور ان کے ساتھ مولانا محمدابرارحیدرآباد،مولانا تجمل حسین نواب شاہ اورمولانا مختاراحمدمیرپورخاص روانہ ہوئے۔ پہلی دو گاڑیوں نے ٹوبہ کراس کرکے وریام والا ریسٹ ایریا میں نماز فجر ادا کی اور پھرسفرشروع کرلیا۔تیسری گاڑی جب چوک

میتلا پہنچی تو وقت اتنا ہوگیا کہ جنازہ پر ان کا پہنچنا مشکل ہوگیا تھا چنانچہ وہ حضرات مشورہ سے مجبوراً رحیم یار خان کے لئے عازم ہوئے۔راستہ میں ملک بھر سے تعزیت کے لئے فون آتے رہے، ٹوبہ ٹیک سنگھ سے جنازہ کے لئے ساتھیوں کی روانگی کی اطلاع ملتی رہی۔میلسی سے فتح پور روڈ سے لنک روڈ پر موضع چھتانیہ میں مولانا مرحوم کا گھر ہے۔گھر اور سڑک کے درمیان قبرستان اور جنازہ گاہ ہے، وقت تنگ ہورہا تھا تمام ساتھی جنازہ میں شریک ہوجائیں اس کے لئے پندرہ منٹ جنازہ دیر سے اٹھایا گیا۔مولانا محمد اسماعیل صاحب کی گاڑی پہلے پہنچی تو جنازہ گاہ میں خوب رش تھا۔سپیکر پر بیانات بھی شروع تھے۔مولانا محمد اسماعیل کا بیان ہوچکا تھا اور مولانا ساقی صاحب بیان کررہے تھے کہ ہم لوگ پہنچے، ہمارے پہنچتے ہی جنازہ بھی پہنچ گیا۔اب بیانات کے ساتھ زیارت کا عمل بھی شروع ہوگیا۔عالمی مجلس ٹوبہ کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد معاویہ محبوب سپیکر پر ساتھیوں کے بیانات کروارہے تھے۔مولانا سعد اللہ ٹوبہ، مولانا قاری محمد اجمل جامعہ ربانیہ، مولانا شیخین برق التوحیدی ٹوبہ، مولانا منیر احمد منور، مولانا حبیب الرحمن کہروڑ پکا ودیگر بہت سارے حضرات کے بیانات ہوئے۔کہروڑ پکا، بہاول پور، ملتان، ٹوبہ، کمالیہ، ربانیہ پھلور، پیر محل، میلسی گردونواح کے علماء، خطباء، ائمہ، اساتذہ مدرسین وحفاظ کی ایک بڑی تعداد جنازہ میں موجود تھی۔

مولانا مرحوم کی وصیت تھی کہ ان کے حدیث شریف کے استاذ، استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمن صاحب نماز جنازہ پڑھائیں۔پونے دس بجے کے لگ بھگ جنازہ ہوا جو بلاشبہ علاقہ کے بڑے جنازوں میں سے تھا۔جنازہ کے بعد پھر زیارت کے لئے صفیں بنا کر جوق در جوق دوست زیارت سے بہرہ ور ہوئے۔مولانا محمد انس صاحب نے فیصلہ کیا کہ فقیر رفقاء کے ساتھ ملتان کے لئے سفر کرلے، حضرت مولانا محمد اسماعیل، مولانا محمد انس، مولانا ساقی رفقاء کے ساتھ تدفین میں شریک ہوں اور پھر گھر پر ورثاء سے تعزیت کے بعد سفر کریں گے۔ چنانچہ ایسے کیا گیا۔

مولانا کے جنازہ پر آپ کے بڑے صاحبزادے جو ۹،۱۰ سال کے ہوں گے ان سے ملاقات ہوئی، باقی اولاد ان سے چھوٹی ہے۔ اللہ رب العزت بے نیاز ذات ہے اس کی رضا وقضاء پر انسان کو راضی رہنا چاہئے۔حق تعالیٰ مرحوم کے جملہ ورثاء کی پردہ غیب سے کفالت فرمائیں۔امین بحرمۃ النبی الامی الکریم!

مولانا محمد خبیب ۵/ فروری ۱۹۸۵ء کو جناب محمد ابراہیم ارائیں کے ہاں موضع چھتانیہ تحصیل میلسی ضلع وہاڑی میں پیدا ہوئے۔قرآن مجید والدہ محترمہ کے پاس حفظ کیا جو گھر کے قریب ایک دینی مدرسہ میں حفظ کی استانی ہیں۔مولانا نے گردان جامعہ خیر المدارس ملتان کے حفظ و گردان کے استاد قاری محمد اسحٰق کے پاس کی۔پھر اپنے آبائی علاقہ میں مڈل امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔جامعہ ابوہریرہ میلسی، مدرسہ احیاء العلوم حاصل پور، اسلامی مشن بہاول پور میں پڑھتے رہے۔دارالعلوم جامعہ مدنیہ بہاول پور میں موقوف علیہ اور دورہ حدیث شریف کی تعلیم حاصل کی۔۲۰۰۹ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے ختم نبوت کا کورس کیا اور پھر عالمی مجلس کے شعبہ تبلیغ سے وابستہ ہوگئے۔آپ کا عالمی مجلس نے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لئے تقرر کیا اور پھر زندگی کے آخری سانس تک اس ذمہ داری کو مثالی اور قابل رشک طور پر نبھایا۔

آپ انتہائی ہنس مکھ، درویش صفت، منکسر المزاج شخصیت تھے۔طبیعت انتہائی قانع پائی تھی جو مل گیا کھالیا۔جو میسر آیا پہن لیا تکلف سے کوسوں دور تھے۔جس کام کی ذمہ داری سونپ دی۔اسے کمال محنت ومشقت کے ساتھ ایسا نبھاتے کہ دیکھنے والوں کو ششدر کردیتے تھے۔ چناب نگر ختم نبوت کے کورس پر دس بارہ دن ان کی کھانے کی تیاری وتقسیم پر ڈیوٹی لگتی جسے ایسے انہماک سے سرانجام دیتے کہ ذرہ برابر ادھر ادھر نہ ہوتے۔ہمہ وقت خدمت خلق میں ایسے مست الست ہوتے کہ عقل دنگ رہ جاتی۔بعض دوست ایسے کہ ڈیوٹی دے کر ان کی ڈیوٹی بدلنی پڑتی یا ان کو اس خدمت سے علیحدہ کردینا پڑتا۔یہ بندہ خدا مولانا محمد خبیب ایسی مٹی کے بنے ہوئے تھے جو ڈیوٹی سپرد ہوتی ایسے اس پر فٹ نظر آتے کہ گویا پیدا ہی قدرت نے ان کو اس کام کے لئے کیا ہے کا مصداق بن جاتے۔کھانے کی ڈیوٹی کے دوران ان سے عرض کیا جاتا کہ آپ نے کلاس پڑھانی ہے، پڑھانے بیٹھتے سینکڑوں علماء کرام کے سامنے تربیتی بیان اس شان سے کرتے کہ کہیں اصلاح کے لئے انگلی اٹھانے کی ضرورت نہ چھوڑتے۔ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے موقع پر اسٹیج، اسپیکر، پنڈال کی نگرانی پر مامور ہوتے تو عقابی نظروں سے تمام ماحول کے زیروزبر پر نظر رکھتے اور کمپیوٹر کی طرح نظم کو اس طرح چلاتے کہ ساتھی اطمینان کا اظہار کرتے نہ تھکتے تھے۔

جس وقت ٹوبہ میں ان کی تقرری ہوئی اس وقت مجلس کے امیر اور سیکرٹری مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ اور حضرت حاجی قاضی فیض احمدؒ تھے، ان کی تھپکی نے ان کو’’ بلے اوئے شیر جواناں‘‘ کر دیا۔پھر دیکھتے دیکھتے وقت آیا کہ پورے ضلع میں ایک گاؤں ایسا نہ رہا جہاں قادیانی ہوں اور مولانا وہاں نہ پہنچے ہوں۔ان کے متعلق دعوت وتبلیغ کے ذریعہ پورے ضلع کو آگاہی دی۔ایسے اپنے مشن میں مخلص تھے کہ فارغ بیٹھنا ان کی زندگی میں اس کا تصور نہ تھا۔گرمی،سردی،دکھ،سکھ،صحت وبیماری میں کام اور کام سے غرض رکھی۔ پورے ضلع کے مساجد و مدارس کے ذمہ داران انہیں اپنا بھائی سمجھتے ان کو احترام دیتے۔ان کے کاز کے ساتھ مخلص ہونے پر شاہد عدل تھے۔مولانا نے ختم نبوت کورس پڑھانے شروع کئے۔کبھی افتتاحی تقریب کے لئے مرکز ملتان سے کسی مہمان کو بلانا ہوا تو بلا لیا ورنہ پورا کورس خود پڑھانے میں مشاق اور مستعد ہوگئے تھے کہ دوسرے اضلاع کے مبلغین ان کے کورس پڑھانے کے لئے ان کا مرکز سے وقت طلب کرتے۔ یہ ان کے کام کی عنداللہ مقبولیت تھی۔اتحاد المسلمین کے ایسے داعی تھے کہ تمام مکاتب فکر کو مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی اور پھر مولانا سعداللہ لدھیانوی کی سرپرستی و تعاون سے عقیدہ ختم نبوت کے لئے حسب ضرورت ایک اسٹیج پر کھڑا کردیتے۔مولانا محمد خبیب نے لٹریچر،تبلیغ،درس،وعظ،خطبات جمعہ، بیانات ودعوتی مہم،جلسے کانفرنسیں ایک ایسا سسٹم قائم کیا کہ ساتھی جھوم اٹھتے۔مولانا دن کہیں، رات کہیں،صبح کہیں،شام کہیں مشین کی طرح سرگرم ومتحرک رہتے تھے۔مولانا محمد معاویہ محبوب نے بتایا کہ بیماری کے آخری حملہ میں درد کے باعث بے چینی بڑھ گئی۔ میں نے برادرانہ اور خیرخواہانہ طور پر روکا کہ آپ سفر نہ کریں۔آپ کی صحت متحمل نہیں۔ میرے (مولانا محبوب) سامنے تو سراپا تسلیم رہے،لیکن فرصت ملنے پر ماموں کانجن،سمندری،گوجرہ کا دورہ مکمل کرلیا۔ فون پر فون کرتا،ابھی آیا،ابھی آیا۔واپس آئے تو ضلع کی تین تحصیل کا کام مکمل کرلیا تھا۔مولانا ہردلعزیز تھے ان کے ایثار وقربانی،محبت واخلاص کام سے لگن کا جذبۂ صادق نے انہیں پورے حلقہ کا محبوب بنادیا تھا۔معلوم ہوا کہ ضلع بھر کے اکثر مدارس کے کاغذات وکوائف جمع کرتے، درخواستیں تیار کرتے اور کھالوں کی منظوری کے مراحل مکمل کراکے اجازت نامہ گھر بیٹھے منتظمین مدارس کو جا پہنچاتے تو ظاہر ہے کہ پھر یہ محبوبیت انہیں کیوں نہ ملتی۔

قادیانیت ترک کرنے والے نومسلموں کے ساتھ روابط،ان کی ضروریات کا خیال رکھنے میں بہت حساس تھے۔مولانا مفتی شیراز مدظلہم نے فرمایا کہ پیر محل میں ایک خاتون اپنے بچیوں سمیت مسلمان ہوئی،شہر کے دوستوں،مجلس کے حضرات مقامی ومرکز کو متوجہ کرکے ان کی کفالت کا ممکنہ خیال رکھا۔تاآنکہ ان بچیوں کی اب شادی ہوچکی اور وہ گھروں میں آباد ہیں۔ان تمام خوبیوں کا اب علم ہورہا ہے۔کیا ہی چھپے رستم تھے۔فقیر راقم کے ساتھ ملتان دفتر میں تخریج وتحقیق اور پروف پڑھنے کا کام کرتے،متعدد باران کو زحمت دی۔وہ جب آتے وقت گزاری کے لئے نہیں،خدمت اور ایک مہم کو سر کرنے کے جذبہ سے آتے۔ دن رات سوائے آرام کے اپنے کام میں محو رہتے۔ایسے کہ ان کی نگرانی کی ضرورت نہ ہوتی۔کام ذمہ لگا کر ہم فارغ ہوجاتے اور وہ سرعت کے ساتھ کام مکمل کرکے فراغت وتکمیل کا مژدہ سناتے۔ایسے قابل رشک محنت کے دھنی اب ڈھونڈنے سے نہ ملیں گے۔

فقیر کو ۱۴/اگست ۲۰۲۲ء کو گوجرہ روڈ کے ایک چک کے لئے بلوایا ہوا تھا،کانفرنس میں بیان ہوا۔ مولانا سعداللہ،مولانا معاویہ نے فرمایا کہ کئی دنوں سے انہیں درد ہے۔ پہلے گردوں کا درد سمجھا۔اب انتڑیوں کا مسئلہ لگتا ہے۔آپ انہیں ایک ہفتہ گھر جانے کی اجازت دے دیں۔میں نے عرض کیا کہ ہفتہ کی بجائے دو ہفتہ چھٹی کرلیں،لیکن گارنٹی چاہئے گھر جانے پر بیماری بڑھے گی نہیں۔مولانا مرحوم سمیت سب دوست مسکرادیئے۔کانفرنس کے بعد وہ گھر چلے گئے۔وہاں بھی بیماری نے جان نہ چھوڑی،بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال داخل ہوگئے۔ چیک اپ ہوا تو ایسی صورت حال بیماری کی سامنے آئی کہ جس طرف خیال بھی نہ تھا۔میو ہسپتال لاہور، ڈاکٹرز ہسپتال لاہور چیک اپ ہوتے رہے۔۱۶، ۱۷/اگست کے لگ بھگ بیماری کی تشخیص ہوئی اور ۲۸/اکتوبر کو جان کی بازی ہار گئے۔ دو ماہ دس دن میں ہنستا مسکراتا،صحت مند وجود دیکھتے دیکھتے حق تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگیا۔ سچ ہے کہ فیصلہ،حکم، مرضی اور قضا صرف اللہ رب العزت ہی کی سب پر حاوی ہے،وہ نوعمری (۳۷ سال) میں کیا سے کیا خدمت سرانجام دے کر کہاں سے کہاں چلے گئے۔

یارب رضینا برضاء ک ورضینا بقضاء ک۔اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائیں۔مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب ہو۔ پسماندگان کی حق تعالیٰ کفالت فرمائیں۔آمین برحمتک یا ارحم الراحمین! ☆☆

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

نوشہرہ ورکاں میں تعزیتی جلسہ: جامع مسجد مولانا عبیداللہ انورؒ میں ۲۲/اکتوبر کو مغرب کی نماز کے بعد شیخ اعجاز احمد سحرائی کی یاد میں تعزیتی جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت قاری نذیرالرحمٰن نے کی۔ جلسہ سے جناب محمد یونس ربانی، مولانا قاری عمر حیات، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے جناب حاجی شیخ اعجاز احمد سحرائی کی ختم نبوت اور دیگر دینی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ جلسہ میں شہر کے علماء کرام اور عوام نے بھرپور شرکت کی۔ جلسہ کے آخر میں چناب نگر ختم نبوت کانفرنس کی اہمیت کے پیش نظر شرکت کی دعوت دی گئی۔ سامعین نے شرکت کا وعدہ کیا۔

مکی مسجد واہنڈو میں جلسہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام واہنڈو ضلع گوجرانوالہ میں ۲۳/اکتوبر کو مغرب سے عشاء تک جلسہ منعقد ہوا۔ صدارت مقامی امیر مولانا عبیدالرحمٰن نے کی۔ جلسہ سے مولانا قاری عمر حیات، مولانا ارشاد احمد، مولانا محمد عارف شامی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ مقررین نے اپنے بیانات میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر خطابات فرمائے۔ مقررین نے کہا کہ ہمارا قادیانیوں سے کوئی ذاتی اختلاف نہیں، قادیانی آج اسلام قبول کرلیں تو ہم انہیں خوش آمدید کہنے کے لئے تیار ہیں۔ قادیانی مرزا غلام احمد کو نبی بھی کہیں اور اپنے اوپر اسلام کا لیبل بھی چسپاں کرنے کی کوشش کریں، اسلامیان پاکستان انہیں ایسی کسی صورت میں قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔ انہوں نے قادیانیوں کو دعوتِ اسلام دی۔ جلسہ رات گئے تک جاری رہا، عشاء کی نماز تھوڑی تاخیر سے ادا کی گئی۔

جامعہ مکیہ ایمن آباد میں جلسہ تکمیل قرآن کریم: جامعہ مکیہ کا سنگ بنیاد امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صفدرؒ اور سیّدالسادات امام الخطاطین حضرت سیّد نفیس الحسینیؒ نے ۱۹۹۶ء میں رکھا اور حضرت سیّد نفیس الحسینیؒ نے مدرسہ کا نام جامعہ مکیہ تجویز فرمایا۔ جامعہ میں درجۂ سادسہ تک تعلیم دی جاتی ہے۔ جامعہ، مدرسہ رائے ونڈ کی شاخ ہے۔ سادسہ کے بعد والے رائے ونڈ میں پڑھتے ہیں۔ ہمارے گوجرانوالہ دفتر کے سابق آفس سیکریٹری حافظ محمد ثاقبؒ کے پوتے مولانا عبداللہ انیس سلمہ کی دعوت پر مبلغین ختم نبوت مولانا محمد عارف شامی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عظمت قرآن کریم کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ آخر میں ادارہ کے مہتمم مولانا شیخ امتیاز احمد اور مقامی علماء کرام نے حفظ قرآن کریم کی تکمیل کرنے والوں کی دستار بندی کی۔ اس موقع پر دو درجن کے قریب حفاظ کی دستار بندی کی گئی۔

تعزیتی جلسہ بیاد مولانا محمد خبیبؒ: بستی چھتانیاں میلسی میں یکم نومبر کو ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مبلغ مولانا محمد خبیبؒ کی یاد میں تعزیتی جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت مرحوم کے والد محترم نے کی۔ تلاوت ونعت کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا محمد اسحاق ساقی بہاولپور، مولانا محمد وسیم اسلم اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ملتان نے مولانا محمد خبیبؒ کی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور چوکیداری کے تیرہ سال، ان شاءاللہ العزیز! ان کے لئے صدقہ جاریہ ہوگا۔ ٹوبہ ضلع کے معروف قصبہ مالڑی سے تشریف لائے ہوئے مولانا لقمان الحق نے کہا کہ ہم تو جانتے نہ تھے کہ قادیانیت کس جانور کا نام ہے اور ان کے عقائد وعزائم کیا ہیں۔ مولانا محمد خبیبؒ نے ہمیں قادیانیت کے عقائد خبیثہ سے آگاہ کیا۔ وہ ٹوبہ ضلع میں ہر ہر قصبہ، یونین کونسل اور چوک میں پھرے، کہیں ظہر، کہیں عصر، کہیں مغرب اور کہیں عشاء پڑھتے دن کہیں، رات کہیں، صبح کہیں، شام کہیں غرضیکہ احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے آپ اپنے کو ہمہ وقت مصروف رکھتے۔ مولانا محمد خبیبؒ کے بڑے بیٹے کی دستار بندی کی گئی اور مالڑی گوجرہ سے آتے ہوئے ایک بزرگ نے دعائے خیر سے سرفراز فرمایا۔ اس تقریب میں مولانا محمد اسحاق ساقی کے ساتھ بہاولپور سے حاجی محمد عابد، اور ہمارے قافلہ میں مولانا محمد وسیم اسلام کے ساتھ مولانا عزیز الرحمٰن رحمانی بھی شریک ہوئے۔

ظریف شہید میں خطبہ جمعہ: جامع مسجد رحمۃ للعالمین، حاجی امام بخشؒ ظریف شہید کے ان صحیح العقیدہ اولیں حضرات میں سے تھے۔ جنہوں نے ظریف شہید میں اہل حق کی مساجد میں سے پہلی مسجد جامع مسجد رحمۃ للعالمین کے نام سے

بنائی۔ ۴؍نومبر راقم نے بارہ چالیس سے ایک دس تک بیان کیا۔ دوسرا بیان سوا ایک سے سوا دو تک جامع مسجد الخیر لیاقت چوک ظریف شہید میں ہوا۔ جامع مسجد الخیر کے بانی جامعہ خیرالمدارس ملتان کے فاضل مولانا شبیر احمدؒ تھے۔ آپ نے ۱۹۵۸ء میں جامعہ خیرالمدارس ملتان سے دورۂ حدیث شریف کیا۔ بخاری شریف خیرالعلماء حضرت مولانا خیر محمدؒ بانی جامعہ نے خود پڑھائی، دیگر کتب حضرت علامہ محمد شریف کشمیریؒ سمیت دیگر اساتذہ کرام سے پڑھیں۔ ۱۹۶۰ء سے ۱۹۷۰ء تک مدرسہ ضیاء العلوم ظریف شہید میں تدریس کی۔ جامعہ ضیاء العلوم کے بانی آپ کے ماموں تلمیذ حضرت مدنیؒ مولانا غلام سرور تھے۔ مولانا غلام سرورؒ نے ۱۹۴۳ء میں دارالعلوم دیوبند سے دورۂ حدیث شریف کیا۔ فراغت کے بعد آپ نے ''راجہ رام'' بعد میں اس کا نام ظریف شہید رکھا گیا۔ میں ۱۹۵۵ء میں مدرسہ ضیاء العلوم کے نام سے ادارہ کا آغاز کیا۔ ۱۹۶۰ء میں وسیع وعریض خطۂ اراضی لے کر مدرسہ کی نشاۃ ثانیہ کی۔ موصوف نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز تو ''مجلس احرارِ اسلام'' سے کیا۔ بعدازاں جماعت اسلامی میں چلے گئے، جس سے اپنے حلقہ سے کٹ گئے۔ مدرسہ ضیاء العلوم ان کے فرزندان گرامی چلا رہے ہیں۔ ۲۳؍اکتوبر ۱۹۸۶ء کو انتقال فرمایا۔ مولانا شبیر احمدؒ نے جامع مسجد حقانیہ میں جامعہ امدادیہ کے نام سے ۱۹۷۰ء میں مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ بعدازاں ۱۹۹۸ء میں آپ نے کوٹلی موڑ پر وسیع و عریض رقبہ پر مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ اور لیاقت چوک پر جامع مسجد الخیر کی بنیاد رکھی، جو ابتدا میں چھوٹی سی تھی۔ اب ماشاء اللہ! بڑی مساجد میں سے ہے۔

۴؍نومبر کو مولانا شبیر احمدؒ کے جانشین برادر عزیز مولانا محمد یحییٰ کی دعوت پر سوا ایک سے سوا دو تک عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر راقم کا بیان ہوا۔

ظریف شہید کا سابقہ نام راجہ رام تھا۔ محمد ظریف راؤ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں چونڈہ کے محاذ پر شہید ہوئے، انہیں ڈسکہ سیالکوٹ میں دفن کیا گیا۔ شہادت کے بعد انہیں تمغۂ جرأت سے نوازا گیا اور ان کی شہادت کے بعد ''راجہ رام'' شہر اور اسٹیشن کا نام ان کے نام پر ''ظریف شہید'' رکھا گیا، ان کے عزیزوں میں دارالعلوم الحسینیہ کے ناظم مولانا قاری عبدالرشید، شجاع آباد کے سابق ایم این اے نواب لیاقت علی خان کے سیکریٹری راؤ محمد اکرم زندہ و جاوید ہیں۔

روڈو سلطان جھنگ میں جلسہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد ذوالنورین میں ۷؍نومبر عشاء کی نماز کے بعد عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ صدارت قاری ریاض احمد لغاری نے کی۔ تلاوت ونعت کے بعد مولانا محمد اسلم نے خطاب کیا، جبکہ عبدالمنان نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ مولانا محمد سلمان مبلغ جھنگ وساہیوال اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے دجال کے خروج، امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو بیان کیا اور مرزا قادیانی کے دعویٰ مہدویت ومسیحیت کی تردید کی۔ روڈو سلطان میں ایک حوالدار اللہ دتہ ہوا کرتے تھے، جو دو سال شجاع آباد پولیس میں حوالدار رہے۔ اس دوران مرشد العلماء والصلحاء، قدوۃ السالکین حضرت اقدس سیّدی و مرشدی حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی نوراللہ مرقدہ کے اصلاحی بیانات اور ذکر و مراقبہ میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی تو حضرت بہلویؒ کے دست حق پرست پر بیعت ہوگئے اور حضرت والا کو اپنے علاقہ میں تشریف آوری کی دعوت دی۔ روڈو سلطان کے مولانا عبدالکریم خانؒ، مولانا دوست محمد شہیدؒ بھی حضرت والا کے ہاتھ پر بیعت ہوگئے۔ اس طرح حضرت بہلویؒ کی آمد و رفت شروع ہوگئی اور علاقہ کے بیسیوں مسلمانوں نے حضرت والا کے ہاتھ پر توبہ کی۔ حضرت بہلویؒ کی وفات کے بعد تمام حضرات نے حضرت بہلویؒ کے فرزند گرامی حضرت مولانا عبدالحئی بہلویؒ نقشبندی کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی اور حضرت بہلوی ثانی کی رحلت کے بعد حضرت ثانی بہلویؒ کے جانشین حضرت مولانا عبیداللہ ازہرؒ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی۔ اب حضرت ثالث بہلویؒ کے بعد ان کے فرزندان گرامی سے متعلق ہوگئے ''یک در گیر ومحکم گیر'' کے مصداق روڈو سلطان کا پورا حلقہ بہلوی خاندان سے متعلق ہے۔ اس وقت روڈو سلطان کے جماعت بہلویہ کے سرخاب مولانا قاری ریاض احمد لغاری مدظلہ ہیں، جو خانقاہ بہلویہ دارالفلاح فہد ٹاؤن کی تعمیر وترقی کی نگرانی فرما رہے ہیں۔ ان کی دعوت پر آج کی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ روڈو سلطان کی وجہ تسمیہ کی متعلق مقامی احباب نے بتلایا۔ کئی سو سال پہلے یہ بزرگ یہاں تشریف لے آئے۔ روڈو بیٹے کا نام ہے، جبکہ سلطان والد کا نام، شورکوٹ میں مائی باپ کے جو مزارات ہیں، یہ انہیں بزرگوں کے مریدین تھے۔ (واللہ اعلم)۔

بگڑ والا شورکوٹ میں جلسہ ختم نبوت: ۸؍نومبر ۲۰۲۲ء ظہر کی نماز کے بعد سے عصر تک جلسہ منعقد ہوا۔ صدارت مولانا بشیر احمد نے کی۔ مولانا عبدالرحمٰن لُڑکا احمد پور سیّال، مولانا محمد سلمان ضلعی مبلغ اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے اصلاحی

بیانات ہوئے، بستی بگڑ والا دریائے چناب کے پیٹ کے علاقہ میں واقع ہے۔ جلسہ میں ایک سو سے زائد حضرات نے شرکت کی۔ دو بچوں نے قرآن پاک ناظرہ مکمل کیا، ان کی رومال بندی کی گئی۔

چک ۲۰ گھکھہ میں ختم نبوت کانفرنس:

یہاں ہر سال ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔ ہر سال کی طرح ۸/نومبر کو عشاء کی نماز کے بعد ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت مقامی یونٹ کے امیر جناب محمد رمضان نے کی۔ مہمان خصوصی شورکوٹ مجلس کے ناظم جناب حافظ محمد علی تھے۔ کانفرنس کا انتظام و انصرام قاری محمد نعیم، جناب محمد رمضان اور محترم علی شیر نے کیا۔ تلاوت کے بعد نعت عرفان احمد نے پیش کی۔ کانفرنس سے ضلع جھنگ کے مبلغ مولانا محمد سلمان، جڑانوالہ سے معروف شعلہ بیان خطیب مولانا سیّد فخر عالم، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان نے خطاب کیا۔ کانفرنس میں سینکڑوں مسلمانوں نے شرکت کی۔

مقررین نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ مجددیت، مہدویت، مسیحیت اور دعویٰ نبوت کے تاروپود بکھیرے اور کہا کہ قادیانیت ڈینگی اور کورونا سے خطرناک وائرس ہے۔ ڈینگی اور کورونا کا مریض زیادہ سے زیادہ موت کے منہ میں چلا جاتا ہے، جبکہ قادیانیت کا ڈسا ہوا سیدھا جہنم میں جائے گا، لہٰذا قادیانیوں کے کفریہ اور گستاخانہ عقائد کی وجہ سے مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔

مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے رانا اشفاق احمد کے ہاں محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جامعہ عثمانیہ میں قیام کیا۔ (رانا اشفاق احمد)

جامع مسجد ختم نبوت مروٹ میں مجلس ذکر:

جامع مسجد ختم نبوت اور مدرسہ حمادیہ مروٹ بہاولنگر کے بانی حضرت مولانا قاری محمد اکرم مدظلہ ہمارے مرشد حضرت اقدس مولانا سیّد جاوید حسین شاہ دامت برکاتہم کے مسترشدین میں سے ہیں اور مروٹ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ دار بھی ہیں۔ آپ نے ۱۰، ۱۱/نومبر ۲۰۲۲ء کو اپنے مدرسہ میں صوفیاء کرام کا اجتماع رکھا۔ ۱۰/نومبر مغرب سے رات گئے تک اور صبح تہجد کی نماز کے بعد بیان اور سلسلۂ قادریہ راشدیہ کے مطابق مجلس ذکر منعقد ہوئی۔ حضرت شاہ صاحب کے خلفاء نے ذکر کے فضائل کے عنوان پر بیانات فرمائے۔ ۱۱/نومبر صبح کی نماز کے بعد درسِ قرآن ہوا اور ذکر اجتماعی کے بعد ناشتہ کرایا گیا۔ ۱۱/نومبر ۲۰۲۲ء جمعۃ المبارک کا بیان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان فرمایا۔ سامعین سے قادیانیوں کی مصنوعات کے بائیکاٹ کی اپیل کی۔ وہاڑی سے تشریف لائے ہوئے، نعت خواں جناب عمر فاروق انجم نے حمد و نعت پیش کی۔ اختتامی بیان حضرت سیّد نفیس الحسینیؒ کے اور حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ مدظلہ کے خلیفہ مولانا محمد شفیع وہاڑی نے بیان فرمایا اور ذکر کرایا۔ اس اجتماع سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولنگر کے مبلغ مولانا محمد قاسم رحمانی حفظہ اللہ نے بھی خطاب کیا۔ (حافظ دلشاد محمود)

ماسٹر بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت

موصوف راقم کے پھوپھی زاد بھائی اور پانچ سال پرائمری کے ساتھی تھے۔ انہوں نے دنیاوی تعلیم جاری رکھی اور ٹیچر بھرتی ہوئے۔ اڑتیس سال تک مختلف اسکولوں میں استاذ رہ کر ریٹائر ہوئے۔ انہوں نے دو نکاح کئے، پہلی اہلیہ سے چار بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں وہ نکاح چل نہ سکا، پھر دوسری شادی کی، اس سے دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں۔ دوسری بیوی کی اولاد میں سے دو بیٹے حافظ قرآن ہیں۔ پہلی اہلیہ کی اولاد تمام شادی شدہ اور اپنے گھروں میں آباد ہے۔ دوسری بیوی سے بیٹے چھوٹے ہیں۔ موصوف کے والد گرامی اور والدہ محترمہ دونوں حاجی اور نمازی تھے۔ جس کی برکت سے اولاد بھی صوم وصلوٰۃ کی پابند ہے۔ موصوف خود بھی صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے، جب تک تندرست رہے، نماز مسجد میں باجماعت ادا کرتے رہے اور جب بستر علالت پر آئے تو مسجد کی نماز سے محروم ہوگئے۔ یکم اکتوبر ۲۰۲۲ء کو راقم بہاولنگر کے تبلیغی پروگرام پر جاتے ہوئے انہیں ملا اور کہا کہ اگر قیام وسجود کی طاقت نہیں ہے، لیٹے لیٹے نماز پڑھ لیا کریں اور اگر وضو پر قدرت نہ ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لیں، نماز کسی صورت میں معاف نہیں ہوتی۔ وعدہ کیا کہ انشاء اللہ العزیز نماز ناغہ نہیں کروں گا۔ ۲۹/اکتوبر ۲۰۲۲ء کو مبلغ ختم نبوت ٹوبہ ٹیک سنگھ مولانا محمد خبیبؒ کے جنازہ سے واپسی پر ان سے ٹیلی فون پر بات ہوئی، کہنے لگے دعا فرمائیں۔ ۲۹/اکتوبر بارہ بجے رات جان جانِ آفریں کے سپرد کی، صبح شجاع آباد سے سفر کر کے ان کے جنازہ میں شرکت کی۔ جنازہ سے پہلے فکر آخرت اور موت کے عنوان پر گفتگو کا موقع بھی ملا۔ ان کی نماز جنازہ ان کی وصیت کے مطابق فرزند ارجمند حافظ حسنین احمد کی اقتدا میں سینکڑوں حضرات نے شرکت کی اور انہیں ''بواپور'' قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ پاک ان کی بال بال مغفرت فرمائیں اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔ آمین۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

جامعہ خالد ابن ولیدؓ وہاڑی کے مہتمم وشیخ الحدیث

حضرت مولانا ظفر احمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا ظفر احمد قاسمؒ کبیر والا کے پسماندہ علاقہ میں پیدا ہوئے، ابھی کم عمر تھے کہ والد محترم انتقال فرما گئے۔ والدہ محترمہ نے بہت لاڈ و پیار سے پالا پوسا۔

آپ نے دینی تعلیم دارالعلوم کبیر والا سے حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ کرام میں حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، حضرت مولانا منظور الحقؒ، حضرت مولانا ظہور الحقؒ، حضرت مولانا علی محمدؒ، حضرت مولانا صوفی محمد سرورؒ جیسے علوم دینیہ کے پہاڑ تھے۔ جن سے آپ نے تعلیم حاصل کی۔ علوم دینیہ سے فراغت کے بعد آپ کی تقرری آپ اور میرے استاذ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ نے تلمبہ حضرت مولانا سیّد نیاز احمد شاہ گیلانیؒ کے ہاں کردی اور آپ کا ابتدائی مشاہرہ ایک سو روپے مقرر ہوا۔ آپ کچھ عرصہ اپنی مادر علمی میں بھی تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے ۱۹۶۶ء میں دورۂ حدیث شریف کیا۔ مختلف اداروں میں تدریس کے فرائض سرانجام دینے کے بعد آپ نے ''بوادٍ غیر ذی زرع'' کے مصداق ٹھینگی کالونی وہاڑی میں ۱۹۸۶ء میں کئی ایک ایکڑ پر مشتمل ادارہ جامعہ خالد ابن ولیدؓ کی بنیاد رکھی، آج وہ ادارہ واقعۃً جامعہ ہے۔ دورۂ حدیث شریف سمیت تمام علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔

ایک مجلس میں آپ نے بتلایا کہ طالب علمی کے زمانہ میں میں نے اپنی بستی میں جلسہ کرایا، جس میں خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کو دعوت دی۔ حضرت قاضی صاحب تشریف لائے اور بیان فرمایا۔ جب جانے لگے تو میں نے پانچ روپے خدمت میں پیش کئے۔ حضرت قاضی صاحب نے بلاتکلف رکھ لیے، کچھ دنوں کے بعد میرے نام مدرسہ میں منی آرڈر آیا جو بیس روپے پر مشتمل تھا۔ منی آرڈر کوپن پر تحریر تھا کہ میں نے ایک غریب طالب علم کی دلداری کے لئے رکھ لئے، چونکہ آپ طالب علم ہیں، میری طرف سے قبول فرمائیے۔ جب یہ واقعہ مولاناؒ بیان فرماتے تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے۔

ختم نبوت کے کاز اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کے ساتھ بہت محبت فرماتے، آپ سینے میں ایک دردمند دل رکھتے تھے۔ اگر کسی جگہ سے کوئی پریشان کن خبر آتی تو اس کی کڑھن آپ کے چہرہ سے معلوم ہوتی۔ ہمارے ساتھی مولانا خدا بخشؒ سے یارانہ تھا۔

استاذ جی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے تلمیذ خاص اور خلیفہ تھے۔ اصلاحی تعلق حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ، حضرت سیّد نفیس الحسینیؒ سے رہا اور حضرت شاہ صاحبؒ سے مجاز ہوئے، نیز استاذ جیؒ سے بھی انہیں خلافت و اجازت حاصل تھی۔ استاذ جیؒ کی سرپرستی میں جامعہ کا نظم ونسق چلا رہے تھے۔ اگرچہ خود صاحب الرائے تھے تاہم میری دانست کے مطابق اپنے ذاتی اور مدرسہ کے چھوٹے چھوٹے مسائل کے لئے استاذ جیؒ سے مشورہ فرماتے، جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے مشن سے والہانہ لگاؤ تھا، بعض مسائل میں اپنی رائے شدت سے بیان فرماتے اور اس پر اصرار بھی فرماتے۔

۱۷/ اگست ۲۰۲۲ء کو آپ سے آخری ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات سے محسوس ہوا کہ رخت سفر باندھ چکے ہیں۔ کسی وقت بھی بلاوا آ سکتا ہے۔ راقم نے اپنی ترتیب کردہ کتاب ''فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ سوانح و افکار'' پیش کی۔ بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔ فرمایا: اسے بہت پہلے آجانا چاہئے تھا تاہم ''دیر آید درست آید'' کے مصداق اظہار مسرت سے خیر مقدم کیا۔

استاذ جیؒ کے تعلق کی وجہ سے استاذ جیؒ کے امیر مرکزیہ بننے کے بعد۔ آل پاکستان چناب نگر کانفرنس میں شرکت کو بالالتزام کر دیا۔ شرکت تو اگرچہ پہلے بھی فرماتے تھے لیکن تسلسل کے ساتھ استاذ جیؒ کے امیر مرکزیہ بننے کے بعد۔ خطیب

پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ سے والہانہ عقیدت ومحبت تھی، اس کا ایک واقعہ گزشتہ سطور میں مذکور ہوا۔ نیز مولانا سیّد نیاز احمد شاہ گیلانیؒ سے بھی بہت ہی محبت وعقیدت تھی، جس کا اظہار ان کی گفتگو سے ہوتا تھا۔ ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکہائے ختم نبوت کے دعا گوؤں میں سے تھے۔ اس لئے کہ آپ مدرس تھے اور مدرس آدمی عملاً کسی تحریک میں حصہ نہیں لے سکتا۔ اگرچہ عملاً حصہ نہ لیتے تھے، لیکن حصہ ملاتے ضرور تھے، جب بھی ان کی خدمت میں حاضری ہوتی تو مجلس کے لئے کچھ نہ کچھ عنایت فرمادیتے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے اور بیٹیاں بھی عطا فرمائیں۔ آپ کی وفات کے بعد اکابر علماء کرام اور مشائخ عظام نے آپ کے بڑے بیٹے مولانا عزیز الرحمٰن کو مہتمم، مولانا خلیل الرحمٰن نائب مہتمم اور مولانا عبیدالرحمٰن کو معاون مقرر فرمایا۔ اللہ پاک مولانا کے فرزندان گرامی کو آپس میں اتحاد واتفاق کے ساتھ جامعہ کے نظم و نسق اور آپ کے قائم کردہ دیگر اداروں کو چلانے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ ۹ ستمبر ۲۰۲۲ء بروز جمعہ صبح انتقال ہوا، اسی روز مغرب کے بعد قائد تحریک ختم نبوت پیر طریقت حضرت حافظ ناصر الدین خاکوانی دامت برکاتہم کی اقتدا میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں ہزارہا مسلمانوں نے شرکت کی اور جامعہ سے ملحق قبرستان میں انہیں رحمت خداوندی کے سپرد کردیا گیا۔ اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں، آمین یاالٰہ العالمین!

☆☆.................☆☆

حضرت مولانا مفتی محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ خیر المدارس ملتان میں ایک استاذ حضرت مولانا مفتی محمد اسحاقؒ تھے جن سے راقم نے فلسفہ کی مشہور کتاب ہدیہ سعیدیہ پڑھی۔ مرحوم کرک خیبرپختونخواہ کے علاقہ کے رہنے والے پشتون تھے۔ جامعہ میں مدرس کے علاوہ جامع مسجد خونی برج میں ایک عرصہ تک امام و خطیب رہے۔ بہت ہی بااخلاق، ملنسار اور مخلص استاذ تھے۔

ایک تو فلسفہ جس سے ہم نابلد اور دوسرے پڑھانے والے استاذ پٹھان، تیسرا بہت تیز بولتے تھے۔ چند ساتھیوں نے حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ جو جامعہ کے مہتمم تھے۔ بانیٔ جامعہ کے فرزند اور حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری دامت برکاتہم کے والد گرامی کو درخواست دی کہ ہمیں مفتی صاحبؒ کا سبق سمجھ نہیں آتا، باوجودیکہ انہیں معلوم ہوگیا کہ کن طلبہ نے میرے خلاف درخواست دی ہے، اس کے باوجود آپ نے کبھی بھی بے رخی نہیں برتی۔ جامعہ سے جانے کے بعد اور مجلس میں آنے کے بعد بھی بیسیوں مرتبہ سلام ومصافحہ کا اعزاز حاصل ہوا، آپ نے بنیادی تعلیم تو ''ٹل'' خیبرپختونخواہ میں حاصل کی۔ ۱۹۵۲ء میں خیر المدارس ملتان میں تشریف لائے اور دورۂ حدیث شریف جامعہ سے کیا۔ خیر العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ اور حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ جیسے اساتذہ حدیث سے حدیث پاک کے اسرار ورموز حاصل کئے، جو ہر قابل تھے۔

حضرت بانیٔ جامعہ نے انہیں جامعہ میں استاذ کی حیثیت سے رکھ لیا۔ تقریباً ۶۲ سال جامعہ میں استاذ رہے۔ خونی برج کی جامع مسجد جو محکمۂ اوقاف کے زیر اہتمام ہے۔ اس سے ریٹائر ہونے کے بعد ممتاز آباد ملتان میں بھی ایک مسجد کے امام وخطیب رہے۔ استاذ محترم اس لحاظ سے خوش نصیب تھے کہ انہیں ۵ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ میں بلاوا آگیا۔ دو مرتبہ ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جامعہ خیر المدارس ملتان میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیقؒ کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ دوسری مرتبہ آبائی علاقہ میں سابق ایم این اے جمعیت علماء اسلام کے ممتاز راہنما مولانا شاہ عبدالعزیز مدظلہ نے پڑھائی اور آبائی علاقہ کے قبرستان میں محو استراحت ہیں۔ اللہ پاک ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں، ہزاروں شاگرد علماء کرام کو ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں۔ آمین یاالٰہ العالمین۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

حضرت مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

راقم کے ایک استاذ محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ تھے، جو بنیادی طور پر اُ گی ٹوبہ ٹیک سنگھ کے رہنے والے تھے۔ قیامِ پاکستان سے پہلے جامعہ خیر المدارس جالندھر میں ۱۹۴۴ء میں دینی تعلیم کے حصول کے لئے داخل ہوئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد جامعہ خیر المدارس ملتان میں تعلیم کی تکمیل کی۔ آپ کے ساتھیوں میں ابن امیر شریعت حضرت مولانا سیّد ابوذر حافظ عطاء المنعم شاہ بخاریؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ تھے۔ غالباً جامعہ خیر المدارس ملتان کی دورۂ حدیث شریف کی پہلی کلاس تھی، جس نے علوم اسلامیہ کی تکمیل کی۔

آپ اپنے استاذ محترم خیر العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کے دل میں گھر کر چکے تھے، فراغت کے بعد استاذ محترم نے آپ کی تقرری جامعہ خیر المدارس میں کردی۔ آپ نے اپنی تدریس کا آغاز جامعہ میں کریما نام حق سے کیا اور ترقی کرتے کرتے جامعہ کے شیخ الحدیث کے عظیم منصب پر فائز ہوئے اور تادم زیست بخاری شریف کی تعلیم دیتے رہے۔

آپ ہمارے مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے فرزند نسبتی تھے۔ حضرت جالندھریؒ کی صاحبزادی آپ کے نکاح میں آئیں اور اللہ پاک نے اس نیک بخت خاتون سے انہیں اولاد صالحہ سے سرفراز فرمایا۔ جو آگے چل کر اپنے آباؤ اجداد کی نیک نامی کا باعث ہیں۔ راقم نے ۱۹۷۴ء تحریک ختم نبوت والے سال استاذ محترم سے مختصر المعانی پڑھی۔ علم معانی و بدیع کو چٹکیوں سے حل کرتے اور سمجھاتے تھے۔ بہت ہی شفیق اور محبت والے انسان تھے۔ راقم اگرچہ مشکوٰۃ شریف اور دورۂ حدیث شریف تو جامعہ خیر المدارس سے نہ کرسکا۔ فراغت کے بعد راقم مجلس کے شعبۂ تبلیغ سے وابستہ ہوگیا۔ مجلس تو گویا آپ کی اپنی جماعت تھی، جب بھی حاضری ہوئی ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ مجلس کے خادم ہونے کی وجہ سے مجلس کے بزرگوں بالخصوص مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے واقعات مزے لے لے کر سناتے اور بارہا فرمایا کہ مولوی صاحب! خدانخواستہ ایسا وقت آ جائے کہ مجلس میں اپنا گزارا مشکل ہو جائے تو خاموشی سے چلے جانا اور مجلس کے زعماء کے خلاف کوئی بات نہیں کرنا، استاذ جیؒ نے ایک واقعہ سنایا کہ ایک وقت ایسا آیا کہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ کے خلاف جماعت میں محاذ آرائی شروع ہوگئی تو مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے اپنے نائب مولانا غلام محمد علی پوریؒ کو سارے حسابات سپرد کئے اور کیش جو بھی تھا مولانا کے سپرد کر کے ان سے لیٹر لے کر رات کی تاریکی میں اپنا سامان لوڈ کرایا اور فیروزہ تشریف لے گئے۔ معاملات اتنے صاف وشفاف کہ جب شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ مجلس کے امیر مرکزیہ منتخب ہوئے تو انہوں نے حکماً مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کو فیروزہ سے طلب فرما کر مالیات کا نظام آپ کے سپرد کیا، راقم وقتاً فوقتاً حاضر ہوتا اور ساتھ بٹھلاتے اور نصیحتوں سے سرفراز فرماتے۔

راقم ایک مرتبہ ''اُ گی'' آپ کے آبائی علاقہ میں گیا اور آپ کے مکان پر دستک دی، بچہ آیا تو اسے کہا کہ قاری محمد طالوت (آپ کے فرزند ارجمند) کو کہیں کہ آپ کے نانا کی جماعت کے دو مبلغ آئے ہیں۔ اتفاق سے آپ کی اہلیہ محترمہ اور ہماری اماں وہیں تھیں۔ بچے سے پوچھا کہ ان کا کیا نام ہے؟ نام بتلانے پر بہت خوش ہوئیں۔ راقم جامعہ میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ اُ گی آپ گئے تھے؟ راقم نے ہاں میں جواب دیا، تو فرمایا: آپ کی اماں وہیں تھیں یہ سن کر کہ ان کے ابا کی جماعت کے مبلغ آئے ہیں، ان کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آ گئے۔ استاذ محترم نے تقریباً پون صدی سے زائد جامعہ خیر المدارس میں انتظام اور تدریس کی ذمہ داریاں سرانجام دیں۔ راقم جیسے ہزاروں خدام کو دین اسلام کی تعلیم کے زیور سے آراستہ و پیراستہ کیا اور ۱۸ فروری ۲۰۱۶ء کو آپ نے اس دارِ فانی سے کوچ فرمایا اور آپ کی بے قرار روح کو قرار آ گیا۔ یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیہ۔

آپ کی نماز جنازہ قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان کے اسٹیڈیم میں آپ کے برادر نسبتی ہمارے مخدوم حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم کی اقتدا میں ادا کی گئی، جس میں ہزاروں علماء کرام، مشائخ عظام، حفاظ وقراء اور مسلمانوں نے شرکت کی۔ آپ کا جنازہ ملتان کے بڑے جنازوں میں سے تھا اور آپ کو منظور آباد ملتان کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ واعف عنہ وعافہ۔

رعایتی قیمت مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	رعایتی قیمت
1	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	400
2	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	300
3	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	300
4	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	1200
5	فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے (2 جلدیں)	جناب محمد متین خالد صاحب	700
6	تحریک ختم نبوت (10 جلد مکمل سیٹ)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	2500
7	مقدمہ بہاولپور مکمل سیٹ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
8	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 1 تا 20 (مزید جلدوں کی اشاعت جاری ہے)	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	5100
9	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
10	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	300
11	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (5 جلدیں) مکمل سیٹ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1200
12	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	200
13	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	130
14	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	150
15	سیرت حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	150
16	تذکرہ مجاہدینِ ختم نبوت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	200
17	خطبات شاہین ختم نبوت (دوجلدیں)	مولانا محمد بلال، مولانا محمد یوسف ماما	400
18	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ	مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	150
19	مجموعہ رسائل (ردقادیانیت) (دوجلدیں)	رسائل اکابرین	400
20	قادیانیت کا تعاقب	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد	120
21	ختم نبوت کورس	مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب	250

نوٹ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ